لکھنؤ

تعمیر حیات

پندرہ روزہ

صرف نسخہ سنتے رہنے سے مریض شفایاب نہیں ہوتا

عوام دولت مندوں اور فقراء میں سے کچھ لوگ ہیں جن کو مجالس وعظ کی شرکت سے دھوکا لگا ہے، ان کا اعتقاد ہے کہ محض ان مجالس میں شرکت کافی ہے، انھوں نے اس کو ایک معمول بنا لیا ہے، وہ سمجھتے ہیں کہ عمل اور نصیحت پذیری کے بغیر بھی محض مجلس وعظ میں شرکت باعث اجر ہے، وہ بڑے دھوکہ میں مبتلا ہیں، اس لئے کہ مجلس وعظ کی فضیلت محض اس لئے ہے کہ اس سے خیر کی ترغیب ہوتی ہے، اگر اس سے خیر کی آمادگی اور اس کا جذبہ نہیں پیدا ہوتا تو اس میں کچھ خیر نہیں، رغبت بھی اس لئے محمود ہے کہ وہ عمل کی محرک ہے، اگر اس میں عمل پر آمادہ کرنے کی قوت نہیں، تو اس میں بھی کوئی خیر نہیں، جو چیز کسی مقصد کا ذریعہ ہوتی ہے اس کی قیمت محض مقصد کا ذریعہ ہونے کی وجہ سے ہے، اگر وہ مقصد اس سے پورا نہ ہو تو وہ بے قیمت ہے، کبھی واعظ سے مجلس وعظ اور گریہ وبکا کی فضیلتیں سن سن کر اس کا دھوکا ہوتا ہے، کبھی کبھی اس پر عورتوں کی طرح ایسی رقت طاری ہوتی ہے، اور وہ رونے لگتا ہے، لیکن عزم کا کہیں پتہ نہیں ہوتا کبھی کبھی کوئی ڈرانے والی بات سنتا ہے اور وہ تالیاں پیٹتا ہے، اور کہتا ہے، الٰہی توبہ! خدایا تیری پناہ، اور وہ سمجھتا ہے کہ اس نے حق ادا کر دیا، حالانکہ وہ دھوکہ میں ہے، اس کی مثال اس مریض کی سی ہے، جو کسی طبیب کے مطب میں بیٹھتا ہے، اور نسخے سنتا رہتا ہے، لیکن اس سے اس کو صحت نہیں ہو سکتی، یا ایک بھوکا آدمی کسی سے کھانے کے انواع واقسام کی فہرست سنتا ہے، اس سے اس کی بھوک نہیں مٹ سکتی، اور اس کا پیٹ نہیں بھر سکتا، اسی طرح سے طاعات واعمال کی تشریح وتفصیل کا سننا اللہ کے یہاں کچھ کام نہیں آئے گا، اسی طرح سے ہر وعظ جو تمہاری حالت میں ایسا تغیر نہ پیدا کرے جس سے تمہارے اعمال میں تغیر ہو جائے، اور اللہ تبارک وتعالیٰ کی طرف انابت اور رجوع (قوی ہو یا ضعیف) پیدا ہو، اور دنیا سے بے رغبتی اور اعراض پیدا ہو وہ وعظ تمہارے لئے وبال اور تمہارے خلاف ایک دلیل کا کام دے گا، اگر تم خالی خولی وعظ کو وسیلۂ نجات اور ذریعہ مغفرت سمجھتے ہو تو دھوکہ میں ہو۔

امام غزالی (احیاء العلوم)
از تاریخ دعوت وعزیمت ج اول

۲۵ اکتوبر ۱۹ ء | سالانہ پینتیس ۳۵ روپئے | فی شمارہ ۱/۵۰

Regd. No. LW/NP 56

Phone : 72336 73864

TAMEER-E-HAYAT

FORTNIGHTLY

NADWATUL-ULAMA, LUCKNOW-226007 (India)

جب خریدیں تب اصلی

نقلی نورانی تیل ہرگز نہ خریدیں

* اگر نورانی تیل کے لیبل پر لائسنس نمبر U-18/77 چھپا ہے تب اصلی ہے
* اگر کیپسول پر LT ٹریڈ مارکہ ہے تب مئو کا اصلی نورانی تیل ہے۔

اگر دوکاندار دو کوڑی والا نقلی نورانی تیل بیچتے ہیں، نقلی بنانے والے اپنا صحیح نام پتہ چھپا کر غلط طور سے ہمارا مئوناتھ بھنجن کا پتہ لکھ فراڈ کرتے ہیں اور ہمارے اصلی نورانی تیل اور ٹریڈ مارکہ کے خلاف جھوٹا پروپیگنڈہ کرتے ہیں، اگر نورانی تیل کے لیبل اور کیپسول پر مذکورہ علامات نہیں ہیں تو بالکل نقلی اور جعلی ہے، ڈرگ انسپکٹر سے اسکی جانچ کرالیں، دوکانداروں کے فریب میں نہ آئیں۔ مذکورہ پہچان دیکھ کر ہمیشہ مئو کا اصلی نورانی تیل خریدیں۔

نورانی تیل — درد، زخم، چوٹ، کٹنے، جلنے کی مشہور دوا

انڈین کیمیکل کمپنی مئوناتھ بھنجن۔ یوپی

جہاںگر نوبل ٹانک

شربت نزلہ — کھانسی، زکام، نزلہ کے لئے

دماغین

خون صفا

چند مشہور اور پیٹنٹ دوائیں

دواخانہ طبیہ کالج مسلم یونیورسٹی علیگڈھ

بمبئی کے عوام کا فیصلہ

کیفے فردوس کی چکن تندوری کا جواب نہیں جو ذائقے میں بےمثال ہے

اس کے علاوہ — عمدہ چکن بریانی، مٹن بریانی اور دوسرے مغلائی کھانے

لذیذ وخوش ذائقہ چائینیز کھانے

مثلاً چکن جلی، — چکن من چو سوپ — چکن من چورین —

اور مزیدار ویجیٹیرین کھانے

مثلاً — نورتن قورما، ویج جے پوری، ویج مکھن والا وغیرہ

نیز تازہ پھلوں کے رس اور آئسکریم وغیرہ

بمبئی میں اصل ذائقہ دار مغلائی چائنیز اور ویجیٹیرین کھانوں کیلئے صرف ایک عالیشان مقام

کیفے فردوس — جزوی ایرکنڈیشن

154- سانگ اسٹریٹ، کرافورڈ مارکیٹ کے سامنے بمبئی 3

فون نمبر 324448

حقہ کیلئے خوش ذائقہ خمیرہ مشکی

ہمیشہ استعمال کیجئے

جو ہندوستان کے علاوہ غیر ممالک میں بھی مقبول ہے

اعلیٰ ومعیاری حقہ تمباکو کے مینوفیکچررز اینڈ ایکسپورٹرز

آزاد بھارت تمباکو فیکٹری

آفس:- نادان محل روڈ، لکھنؤ، یوپی (انڈیا) فون 82803

فیکٹری:- شیخ پور، عالم نگر روڈ، لکھنؤ، یوپی (انڈیا) فون 51254

RES 83429 TELEX 0535-345 AZAD IN, GRAM, KHMIRA, LUCKNOW

پرنٹر پبلشر جمیل احمد ندوی نے "امیت آفسیٹ" گولہ گنج لکھنؤ میں طبع کرا کے دفتر تعمیر حیات مجلس صحافت ونشریات دار العلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ سے شائع کیا

لکھنؤ

تعمیرِ حیات

پندرہ روزہ

مجلس صحافت و نشریات۔ دار العلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ

جلد نمبر ۲۵	۲۵ اکتوبر ۱۹۸۸ء مطابق ۱۳ ربیع الاول ۱۴۰۹ھ	شمارہ ۲۴

اداریہ ——— شمس الحق ندوی

رشدی کی شیطنت

دین اسلام ایک آسمانی دین اور خدائی قانون ہے، اس کائنات کے خالق و مالک نے جس نے انسانوں کو صرف اپنی عبادت کے لئے پیدا کیا ہے۔ اور کائنات کی دیگر اشیاء کو انسانوں کی ضروریات پوری کرنے اور اس دنیا کی محدود زندگی میں راحت رسانی کے لئے پیدا کیا ہے وہ اپنے دین و قانون کو جس کی روشنی میں انسانوں کو زندگی گذارنی چاہئے اپنے رسولوں کے ذریعہ ہر قوم و ہر زمانہ میں بھیجتا رہا ہے، جنھوں نے رسولوں کو مانا ان کی تعلیمات کو سینے سے لگایا اور اس کے پیچھے اپنا سب کچھ قربان کیا، انھوں نے کسی ادنیٰ چیز کی پرواہ اس لئے نہیں کی کہ ان کے سامنے ایک دائمی زندگی کا تصور و عقیدہ تھا جس کے سامنے اس دنیائے فانی کی زندگی ایک لمحہ کی بھی حیثیت نہیں رکھتی۔ یہی وجہ ہے کہ جب ساحران فرعون باوجود فرعون کی باجاہ وجبروت حکومت کے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی دعوت و رسالت پر ایمان لائے اور فرعون نے ان کو عبرتناک سزا اور پھانسی کی دھمکی دی تو انھوں نے بے جھجک کہا:

إِنَّا إِلَىٰ رَبِّنَا مُنقَلِبُونَ ——— اعراف ۱۲۵ ۔ ہم تو اپنے پروردگار کی طرف لوٹ جانے والے ہیں۔

(جہاں عیش و آرام کی دائمی زندگی ہوگی اس لئے تمہاری سزا کی کوئی پرواہ نہیں) اور جنھوں نے نہیں مانا وہ طرح طرح کے عیب لگاتے رہے اور خامیاں بیان کرتے رہے۔)

نبوت و رسالت کا یہ سلسلہ ہمارے نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر آکر ختم ہوا آپ کے ساتھ بھی وہ سب کچھ ہوا جو پچھلے انبیاء کرام کے ساتھ پیش آتا رہا تھا۔

جنھوں نے مانا ان کی زندگیوں میں شرافت، محبت و رحمت، خوش خلقی و خوش اطواری، عصمت و عفت، ایثار و قربانی، اور عدل و انصاف جیسی اعلیٰ صفات پیدا ہوئیں۔ اور جنھوں نے نہیں مانا وہ گندگی کے کیڑے کی طرح صاف ستھرے اور پاکیزہ ماحول سے بھاگتے اور بدکتے ہی رہے۔

کوئی نبی ہمیشہ زندہ رہنے کے لئے نہیں آتا، ہمیشہ رہنے والی ذات صرف خدا کی ہے، چنانچہ آپ فریضۂ نبوت ادا کرکے اس دنیا سے تشریف لے گئے۔ مگر اپنے پیچھے اپنے فدائیوں اور قدر دانوں کی ایک ایسی جماعت بلکہ امت چھوڑ گئے جس نے نہ صرف آپ کی تعلیمات کا پرچم بلند رکھا بلکہ ان تعلیمات کو دنیا کے گوشہ گوشہ میں پھیلایا، اور آپ کی ایک ایک ادا شب و روز کے اعمال۔ جلوت و خلوت کے تمام احوال اور سیرت و کردار کو اس طرح محفوظ کرلیا کہ آج چودہ سو سال گذرنے کے باوجود وہ آپکی اصلی اور حقیقی تصویر پیش کرتی ہے۔ دنیا کے کسی بھی رہبر و پیشوا کی اتنی سچی اور حقیقت کی آئینہ دار تصویر نہیں پیش کی جاسکتی۔ جس کے نتیجہ میں دنیا کی تمام قومیں اس نبی برحق اور اس کی تعلیمات کی حریف و دشمن رہی ہیں اس لئے کہ آپ کی تعلیمات کی روشنی میں ان کی بدنما اور گندی صورتیں چھپ نہیں پاتی ہیں۔ خصوصاً یہود و نصاریٰ شروع ہی سے آپکے حاسد و حریف رہے ہیں اور ان کی برابر یہ کوشش رہی ہے کہ آپ کی شخصیت کو مجروح کرکے ان تعلیمات میں شکوک و شبہات پیدا کردیں جو آپؐ لائے تھے۔ اس طرح اس امت کا وجود ختم ہو جائے، جو آپ کی تعلیمات کی حامل و داعی اور کار نبوت کی وارث ہے کہ آپکے بعد اب کوئی نبی نہیں آئیگا اسی منصوبہ کے تحت مستشرقین اسلامیات پر کتابیں تالیف کرتے اور ان میں درمیان درمیان ایسے جملے لکھتے رہے ہیں جو ان کی تعریف و توصیف کی ساری عمارت کو ڈھا کر اس کے اندر بے یقینی و بے اعتمادی کی کیفیت پیدا کردے۔ مگر اسلام کے سپوتوں اور اس کے ہونہار فرزندوں نے اس کا ہر عہد میں پوری ہمت و جوانمردی کے ساتھ مقابلہ کیا ہے۔

نگران اعلیٰ

مولانا ابو العرفان ندوی

مجلس ادارت

شمس الحق ندوی

محمود الازہار ندوی

خط و کتابت کا پتہ

منیجر "تعمیر حیات" پوسٹ بکس نمبر ۹۳

ندوۃ العلماء، لکھنؤ

انڈیا

زرتعاون

سالانہ : پینتیس روپے

ششماہی : پچیس ۲۵ روپے

فی پرچہ : ایک روپیہ ۵۰ پیسے

بیرون ملک

بحری ڈاک، جلد ڈاک : ۱۰ ڈالر

فضائی ڈاک

ایشیائی ممالک : ۲۰ ڈالر

افریقی ممالک : ۲۰ ڈالر

یورپ و امریکہ : ۲۰ ڈالر

نوٹ

ڈرافٹ سکریٹری مجلس صحافت و نشریات لکھنؤ کے نام سے بنائیں اور دفتر تعمیر حیات کے پتہ پر روانہ فرمائیں۔

اس دائرہ میں اگر سرخ نشان ہے تو اس کا مطلب ہے کہ اس شمارہ پر آپ کا چندہ ختم ہوچکا ہے۔ لہٰذا آپ اگر یہ چاہتے ہیں کہ دین و ادب کا یہ خادم، ندوۃ العلماء کا ترجمان آپ کی خدمت میں پہنچتا رہے تو سالانہ چندہ مبلغ پینتیس ۳۵ روپے ارسال فرمائیے۔ یہ آپ کی ذمہ داری ہے۔ چندہ یا خط بھیجتے وقت اپنا خریداری نمبر لکھنا نہ بھولیں۔

Phone : 72336 73864

ضمیر کی آواز

مولانا سید سلیمان ندویؒ

ضمیر کی آواز انسان کی نفسیاتی کیفیت کا وہ زندہ احساس جس کے ذریعے وہ برائی اور بھلائی میں تمیز کرلیتا ہے۔ اور جس کے سبب سے اس کے دل کے اندر سے خود نیکی کی دعوت کی آواز اٹھتی ہے، غریب و لاچار آدمی کو دیکھ کر ہر شخص پر فطرۃً رحم کا جذبہ طاری ہوتا ہے، قاتل اور ظالم سے طبعاً ہر شخص کو نفرت ہوتی ہے، یہ قلب کی فطری صلاحیت ہر انسان کے ضمیر میں ہے، ہر اچھے یا برے کام کے کرتے وقت اس کے دل کے پردہ سے تحسین یا نفرین کی آواز آتی ہے، لیکن بری صحبت، بری تربیت سے کسی خاص شدید جذبہ کے اثر سے یہ آواز اور اس کا اثر دب بھی جاتا ہے، یہی سبب ہے کہ ہر گناہ کے پہلے پہل کرتے میں انسان خوف کھاتا ہے، اس کے ہاتھ پاؤں لرزتے ہیں، وہ اپنی گنہگاری کے تخیل سے شدید ذہنی اذیت محسوس کرتا ہے وہ کبھی کبھی ندامت کے دریائے احساس میں غرق ہو جاتا ہے، اس کے ذکر سے اس کی خجالت کی پیشانی عرق عرق ہو جاتی ہے۔ لیکن جب وہ بار بار اپنے ضمیر کی اس آواز کو دباتا رہتا ہے تو وہ دب کر رہ جاتی ہے، اور اس کی پشیمانی اور ندامت کے احساس کا شیشہ ایسی ٹھوکر سے چور چور ہو جاتا ہے یہ اثرات کس چیز کا نتیجہ ہیں؟ اسلام کے اصول اخلاق کی بنا پر اس کا جواب یہی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہر انسان میں نیکی و بدی کے جو فطری الہامات ودیعت رکھے ہیں، یہ اُس کے نتائج ہیں:

قرآن کہتا ہے:

فَأَلْهَمَهَا فُجُورَهَا وَتَقْوَاهَا

(الشمس)

ہر نفس میں اس کی بدی اور نیکی الہام کردی ہے۔

وہ جذبہ جس کا نام ضمیر ہے، اور جو ہم کو ہمارے ہر برے کام کے وقت ہوشیار کرتا ہے، وحی محمدی کی اصطلاح میں اس کا نام "نفس لوامہ" (ملامت کرنے والا نفس) ہے اور یہ خود ہمارے دل کے اندر ہے جسے "سورۂ قیامت" میں ہے۔

وَلَا أُقْسِمُ بِالنَّفْسِ اللَّوَّامَةِ

(قیامت ۱)

اور قسم کھاتا ہوں اس نفس کی جو انسان کو اس کی برائیوں پر ملامت کرتا ہے۔

آگے چل کر فرمایا:

بَلِ الْإِنسَانُ عَلَىٰ نَفْسِهِ بَصِيرَةٌ ۝ وَلَوْ أَلْقَىٰ مَعَاذِيرَهُ ۝

(قیامت ـ ۱)

بلکہ انسان اپنے نفس پر آپ بجھ بوجھ ہے اگرچہ وہ اپنے اوپر طرح طرح کے بہانوں (کے پردے) ڈال لیتا ہے۔

نواس بن سمعان انصاریؓ ایک سال تک اس انتظار میں مدینہ میں ٹھہرے رہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے نیکی اور گناہ کی حقیقت سمجھیں۔ آخر ایک دن ان کو موقع مل گیا، اور انھوں نے دریافت کیا، فرمایا "نیکی حسن اخلاق کا نام ہے، اور گناہ وہ ہے جو تیرے دل میں کھٹک جائے، اور تجھ کو پسند نہ ہو کہ تیرے اس کام کو لوگ جانیں"۔ اسی طرح وابصہ بن معبدؓ نام ایک صاحب خدمت نبوی میں نیکی اور گناہ کی حقیقت دریافت کرنے کی غرض سے آئے، چاروں طرف جان نثاروں کا ہجوم تھا اور وہ شوق و ذوق میں سب کو ہٹاتے ہوئے آگے بڑھتے چلے گئے، لوگ ان کو روک رہے تھے، مگر وہ آگے بڑھتے ہی گئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھا تو فرمایا "وابصہ قریب آجاؤ" جب وہ قریب جاکر بیٹھے تو فرمایا "اے وابصہ! میں بتاؤں کہ تم کیوں آئے ہو، یا تم بتاؤگے" عرض کی "حضور ہی ارشاد فرمائیں"۔ فرمایا "وابصہ! تم مجھ سے نیکی اور گناہ کی حقیقت دریافت کرنے آئے ہو" عرض کی "سچ ہے یا رسول اللہ" فرمایا:

يَا وَابِصَةُ اسْتَفْتِ قَلْبَكَ وَاسْتَفْتِ نَفْسَكَ الْبِرُّ مَا اطْمَأَنَّ إِلَيْهِ الْقَلْبُ وَاطْمَأَنَّتْ إِلَيْهِ النَّفْسُ وَالْإِثْمُ مَا حَاكَ فِي الْقَلْبِ وَتَرَدَّدَ فِي النَّفْسِ وَإِنْ أَفْتَاكَ النَّاسُ۔

اے وابصہ! اپنے دل سے پوچھا کرو اپنے نفس سے فتویٰ لیا کرو، نیکی وہ ہے جس سے دل اور نفس میں طمانیت پیدا ہو، اور گناہ وہ ہے جو دل میں کھٹکے اور نفس کو ادھیڑ بن میں ڈالے، اگرچہ لوگ تجھے اس کو کتنا جائز ہی کیوں نہ بتائیں۔

یہی وہ حاسۂ اخلاقی ہے جسکا نام لوگوں نے ضمیر کی آواز رکھا ہے۔

پہلے پہل جب انسان اپنے ضمیر کی آواز کے خلاف کوئی بات کرتا ہے تو اس کے دل کی صاف و سادہ لوح پر داغ کا ایک سیاہ نقطہ پڑ جاتا ہے اگرچہ ہوش میں آکر جب وہ توبہ و استغفار کرتا ہے، اور پشیمان و نادم ہوتا ہے تو وہ داغ مٹ جاتا ہے لیکن پھر اگر وہی گناہ بار بار اسی طرح کرتا ہے تو وہ داغ بڑھتا جاتا ہے، یہاں تک کہ وہ پورے دل کو سیاہ کرکے ضمیر کے ہر قسم کے احساس سے اس کو محروم کردیتا ہے، اسی مفہوم کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان الفاظ میں ادا فرمایا۔

إِنَّ الْعَبْدَ إِذَا أَخْطَأَ خَطِيئَةً نُكِتَتْ فِي قَلْبِهِ نُكْتَةٌ سَوْدَاءُ فَإِذَا هُوَ نَزَعَ وَاسْتَغْفَرَ وَتَابَ صُقِلَ قَلْبُهُ وَإِنْ عَادَ زِيدَ فِيهَا حَتَّىٰ يَعْلُوَ قَلْبَهُ

بندہ جب کوئی گناہ کرتا ہے تو اس کے دل میں داغ کا ایک سیاہ نقطہ پڑ جاتا ہے تو اگر اس نے پھر اپنے کو علیحدہ کرلیا اور خدا سے مغفرت مانگی، اور توبہ کی تو اس کا دل صاف ہو جاتا ہے، اور اگر اس نے پھر وہی گناہ کیا تو وہ داغ بڑھایا جاتا ہے، یہاں تک کہ وہ پورے دل پر چھا جاتا ہے۔

اس کے بعد فرمایا یہی وہ دل کا زنگ ہے جس کا ذکر اس آیت میں ہے

كَلَّا ۖ بَلْ ۜ رَانَ عَلَىٰ قُلُوبِهِم مَّا كَانُوا يَكْسِبُونَ

(تطفیف ـ ۱)

کبھی نہیں، بلکہ ان کے (برے) کاموں کی وجہ سے ان کے دلوں پر زنگ چھا گیا ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک تمثیل میں فرمایا کہ منزل مقصود کی جانب ایک سیدھا راستہ جاتا ہے، راستہ کے ادھر ادھر دونوں طرف دو دیواریں کھنچی ہیں اور ان دونوں میں کچھ دروازے کھلے ہیں، لیکن ان پر پردے پڑے ہیں ـ راستہ کے سرے پر ایک آواز دینے والا آواز دے رہا ہے کہ راستہ پر سیدھے چلے چلو اور ادھر ادھر مڑو نہیں، جب کوئی راہ گیر خدا کا بندہ چاہتا ہے کہ ان دائیں بائیں کے دروازوں میں سے کسی ایک دروازے کا پردہ اٹھائے تو اوپر سے ایک منادی پکار کر کہتا ہے کہ خبردار پردہ نہ اٹھانا، اٹھاؤگے تو اندر چلے جاؤگے"۔ پھر فرمایا یہ راستہ اسلام ہے، اور یہ دروازے اللہ تعالیٰ کے ممنوعات ہیں، اور یہ پردے اس کے حدود ہیں اور راستہ کے سرے پر پکارنے والا قرآن ہے، اور اوپر کا منادی جو پکارتا ہے:

هُوَ وَاعِظُ اللَّهِ فِي قَلْبِ كُلِّ مُؤْمِنٍ ۝

وہ خدا کا وہ واعظ ہے جو ہر مومن کے قلب میں ہے۔

کیا کسی بڑے سے بڑے ضمیری کا نے بھی اخلاقی ضمیر کی اس سے بہتر تشریح کی ہے۔

مدرسۃ الفلاح اندور کا افتتاح

اندور ۱۳ اکتوبر: ایک سادہ لیکن باوقار اور پراثر تقریب میں مدرسۃ الفلاح کی خوبصورت مسجد اور دار الاقامہ کا افتتاح عمل میں آیا، مشہور داعی مولانا عبد الکریم صاحب پاریکھ۔ مولانا معین اللہ ندوی نائب ناظم ندوۃ العلماء اور دینی تعلیمی کونسل اترپردیش کے جنرل سکریٹری ڈاکٹر محمد اشتیاق حسین قریشی نے اس افتتاحی تقریب میں شرکت کی۔ اندور اور مضافات کے سربرآوردہ حضرات بھی شریک تھے۔ مولانا سید ابو الحسن علی ندوی مدظلہ نے اس تقریب میں شرکت کی دعوت قبول کرلی تھی۔ مگر خرابئ صحت کی بنا پر شریک نہ ہوسکے۔ جلسہ میں مدرسۃ الفلاح کے طلبہ نے قرأت، نظم خوانی، اور تقریروں کے ذریعہ حصہ لیا۔ تلاوت کلام پاک کے بعد مدرسہ کے موسس و بانی مولانا محمد معین اللہ صاحب ندوی نے مدرسہ کے قیام [illegible] کے مقاصد پر روشنی ڈالی اور اس بات پر زور دیا کہ دین کے بنیادی عقائد اور معلومات [illegible] مسلمان کو واقف ہونا چاہیے۔ خصوصاً ایسے دور میں جب کہ ہندوستان کے مسلمانوں کا ملی تشخص و امتیاز مٹایا جارہا ہے۔

ادھر کچھ عرصہ سے جب سے مغربی تہذیب نے یورپ کے سماج و سوسائٹی کو پستی اور ہیمیت کی اس سطح پر پہنچا دیا ہے کہ اب یورپ چیخ اٹھا ہے اور اسے سکون و قرار کی کوئی صورت نہیں نظر آرہی ہے، اور ادھر اسلام کا صاف شفاف چشمہ سارے طوفانوں اور آندھیوں کے باوجود انسانیت کے لئے منارۂ نور بنا ہوا ہے تو اس نے حسد و کینہ کی آگ میں جل کر اب نبی اسلام اور اس کے فدائیوں کی تصویر لٹیروں اور نادلوں کے روپ میں پیش کرکے دنیائے انسانیت کو اسلام و مسلمانوں کے بارے میں گمراہ کرنے اور مسلمانوں کے دل و جگر پر تیشہ چلانے کا کام شروع کر دیا ہے۔ یہ قومیں کبھی کسی نام کے مسلمان ہی کو مال و دولت کی لالچ دے کر اور شراب کے نشہ میں مست کرکے یہ کام کراتی ہیں کہ اس طرح لوگوں کو گمراہ کرنا آسان ہوگا۔

اس وقت اسی طرح کی ایک نہایت گھناؤنی اور گندی کوشش جو شانِ نبوت میں دریدہ دہنی کی آخری مثال ہے سلمان رشدی کی کتاب "شیطانی آیات" ہے۔ یہ شخص کشمیری نژاد ہے، پیدا مسلمان گھرانے میں ہوا لیکن اس کی تعلیم و تربیت یورپ میں یہودیوں اور نصرانیوں کے درمیان ہوئی جہاں اس کی فطرت سلیمہ مسخ ہو گئی، اس نے کسی عیسائی عورت سے شادی بھی کی اب اس کا کام ہی یہ ہے کہ وہ روپیوں کی لالچ میں مختلف ممتاز شخصیتوں پر گندے اور گھناؤنے ناول لکھتا رہتا ہے اور ایسا موضوع اپناتا ہے جسمیں پیسے زیادہ ملیں۔ اس نے اس وقت اپنے خبث باطنی کی انتہا کر دی جب رحمۃ للعالمین محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم پر ناول لکھی اور امہات المومنین اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں ایسے گستاخانہ کلمات لکھے ہیں کہ کسی مسلمان کے لئے ان کا برداشت کرنا ممکن نہیں اور ہمیں حیرت ہے کہ ہمارے برادران وطن میں سے بعض صحافی اس سلسلہ میں مسلمانوں کی طرف سے ہونے والے احتجاج اور اظہار ناگواری پر تنقید کر رہے ہیں حالانکہ ہمارے ہندوستان میں تمام مذاہب کی دینی شخصیتوں کا احترام ہوتا آیا ہے خواہ وہ کسی بھی مذہب سے تعلق رکھتی ہوں۔ دینی شخصیتیں تو بہت بڑی چیز ہیں کیا کوئی فرد جس کی فطرت مسخ نہ ہو گئی ہو اس بات کو پسند کرے گا کہ اس کی ماں اور باپ (ماتا اور پتا کو) ہیرو اور ہیروئن کے روپ میں پیش کیا جائے گیا ایسا شخص ہتکِ عزت اور ازالہ حیثیت عرفی کا دعوی نہیں کریگا۔ پھر یہی بات اگر خدا کے ایک نبی اور اس کی پاک طینت ازواج مطہرات کے بارے میں کہی جائے تو دنیا کے کونے کونے میں بسنے والی کروڑوں کی تعداد امت مسلمہ اس کو کیسے برداشت کرے گی کیا یہ اس امت کے ہر فرد کے کلیجہ پر آری چلانے کے مترادف نہیں ہے جس ملک میں یہ ناول لکھا گیا اس ملک کی حکومت نے اس کے شائع ہونے کی اجازت کیسے دی ہمارے تمام اسلامی ممالک کا فرض ہے کہ حکومتی سطح پر اس حکومت سے احتجاج کریں اور اس کتاب پر خود اس ملک میں پابندی لگانے اور اس شخص پر مقدمہ چلانے کا مطالبہ کریں جو اپنے زہریلے قلم سے دنیا کے کونے کونے میں کروڑوں کی تعداد میں بسنے والے مسلمانوں کا دل دکھا رہا ہے اور پورے اس نظام کو مجروح کر رہا ہے جس کے سایہ میں انسانیت کو پناہ ملے گی۔ جب وہ اس کے سایہ میں آجائے، اس کتاب سے دنیا کے ایک ایک مسلمان کا دل زخمی ہے حکومت ہند نے اس کتاب پر پابندی عائد کرکے ہندوستان کی پرانی روایات کو باقی رکھا۔ یہ بات قابلِ قدر ہے۔ کیا آزادی انسان کا یہ مطلب ہے کہ انسان جو چاہے کرے اور جس کی عزت چاہے خاک میں ملا دے جس دین و مذہب کے بارے میں چاہے شوخی و بدتمیزی کرے اس شخص کی اس دریدہ دہنی نے دنیا بھر کے مسلمانوں کا دل زخمی کر دیا ہے کچھ ایسا محسوس ہوتا ہے کہ اسلام کے خلاف ایک منظم سازش کے تحت اس کو کوئی بڑی رقم دے کر اور شراب کے نشہ میں مست کرکے یہ کتاب لکھوائی گئی ہے۔

یہ دریدہ دہنی اس ذات والا صفات کی شان اقدس میں کی گئی ہے جس نے نوع انسانی، نسل انسانی اور وجود انسانی کے بقا کا استحقاق پیدا کیا۔ آج دنیا میں جو کچھ رنگ دکھا رہے ساری کمزوریوں اور خرابیوں کے باوجود اسی کے نام و کام سے ہے جس دن اس کی لائی ہوئی تعلیمات معدوم ہو جائیں گی وہی دن اس دنیا کے خاتمہ کا دن ہوگا ایک صحیح العقیدہ مسلمان سب کچھ برداشت کرسکتا ہے، لیکن اپنے نبی کی شان میں یہ دریدہ دہنی

نعت

ڈاکٹر طفیل احمد مدنی

نہیں ہے پختہ ابھی تک مرا شعور جنون
میں ایک نعت کہوں سوچتا ہوں کیسے کہوں
جہاں ہوں حضرت حسانؓ و کعبؓ و بوصیریؒ
وہاں میں نعت کہوں سوچتا ہوں کیسے کہوں
جو ہوں حضورؐ کے شایانِ شاں بہر صورت
بتاؤ ڈھونڈھ کے لاؤں کہاں سے وہ مضموں
میں اپنے جوشِ عقیدت کو کھینچ کر دل سے
بشکل شعر بھلا کس طرح کروں موزوں
ہو جس میں حفظ مراتب کی قید ہر جانب
میں کیسے اس رہ دشوار و سخت سے گذروں
سمجھ میں آتی ہے لیکن اب ایک ہی صورت
کہ پہلے نصرت و تائید ایزدی مانگوں
الٰہی دے مجھے کوثر سے بادۂ گلگوں
کہ جس کو پی کے میں نعت رسول پاک کہوں
محمد عربیؐ، سیدی و محترمی
خدا کے بعد ہے جن کا خیال وجہ سکوں
بجا ہے ان کو اگر لکھوں سرورِ کونین
درست ہے جو انہیں رحمت تمام کہوں
انہیں کے نقشِ قدم کی ضیا سے روشن ہے
تمام عالم امکاں زعرش تا گردوں
وہ جن کی سیرت و کردار کا جواب نہیں
نہ کیسے میں انھیں مولائے انس و جاں سمجھوں
بتائیں اہلِ بصیرت کہ ایسے انساں کو
کہوں اگر نہ میں محبوب حق تو کس کو کہوں
مقامِ حمد پہ فائز ہیں جب مرے آقا
تو ان کا خادم مدّاح کیسے ہو محزوں
الٰہی دے مجھے کچھ ایسا جذبۂ الفت
کہ نام سنتے ہی ان کا درود پڑھنے لگوں
رہوں کہیں بھی مگر دل کی آرزو ہے طفیل
مروں تو شہر رسالت مآب ہی میں مروں

اور بدتمیزی نہیں برداشت کرسکتا، وہ اس کے لئے اپنا سب کچھ لٹا سکتا ہے۔ جان جیسی عزیز اور مال جیسی محبوب شئی کو بھی بے تکلف قربان کرسکتا ہے اور یہ اعلان کرسکتا ہے کہ: ؎

جان چاہو جان لے لو مال چاہو لُل دوں گا
مگر یہ ہم سے نہ ہوسکے گا نبی کا جاہ و جلال دوں گا
رسول کی عزت و حرمت کی حفاظت

مسلمان کا جزو ایمان ہے یہ نہ ہو تو اس کا ایمان مردہ ہے بے عمل ہے عمل مسلمان اپنے نبی کی بے حرمتی نہیں برداشت کرسکتا کہ یہ اس کے ایمان میں نقص و کمی کی دلیل ہے شاعر کی زبان میں وہ بیانگ دہل کہتا ہے: ؎

نہ جب تک کٹ مروں میں خواجۂ یثرب کی عزت پر
خدا شاہد ہے کامل میرا ایماں ہو نہیں سکتا

آئینۂ حقیقت نما

زندگی کے کرشمے اور حقیقی مسرت

۲۵ر جنوری ۱۹۷۰ء کو مولانا علی میاں ندوی نے "ریحان منزل" بھوپال میں خواتین کے ایک جلسہ میں آئینۂ حقیقت نما تقریر فرمائی تھی۔ ——

حیات طیبہ کیا ہے؟

حمد وثنا کے بعد مولانا نے قرآن پاک کی یہ آیت تلاوت فرمائی۔ مَنْ عَمِلَ صَالِحًا مِّن ذَكَرٍ أَوْ أُنثَىٰ الآیۃ۔ جو کوئی نیک عمل کرے گا مرد ہو یا عورت بشرطیکہ وہ مومن ہو تو اس کو ہم اچھی زندگی گذروائیں گے، ہم اس کو حیات طیبہ عطا کریں گے اور بہترین اجر آخرت میں دیں گے، یہ خدا کا ایک بہت بڑا اعلان ہے، بہت چونکا دینے والا وعدہ ہے، بڑی ضمانت ہے، مرد اور عورت کی اسمیں تخصیص نہیں۔ یہ اسلئے کہ ہر آدمی کو اچھی زندگی کی خواہش ہے، زندگی سب سے زیادہ محبوب چیز ہے، زندگی کی ہر چیز میں مزہ ہے کھانے میں مزہ ہے تو زندگی کی بدولت، صحت کا مزہ ہے تو زندگی کی بدولت، اولاد کا مزہ ہے تو زندگی کی بدولت یہ سب زندگی کے کرشمے، زندگی کے کھیل ہیں، اگر ہم نہیں ہیں تو ہماری بلا سے ہیں ان سے کیا فائدہ۔

زندگی کی بے ثباتی!

اگر دنیا میں نعمتیں لٹ رہی ہیں، لذتیں برس رہی ہیں، آسمان سے برکتیں اتر رہی ہیں، زمین سونا اگل رہی ہے، اولاد سے گھر بھرا ہوا ہے، ہر وقت گھر میں محلہ میں شہر میں جشن ہو اور ہماری آنکھ بند ہو گئی تو عید ہو یا بارات، رنج ہو یا خوشی، ہمارے گھروں میں محلہ میں دسترخوان بچھے ہوں تو ہمیں کیا حاصل تمام خوشیاں و مسرتیں تو زندگی کے دم سے ہیں۔ جہاں آنکھ بند ہوئی تمام چیزیں بیکار و بے معنی ہیں۔ زندگی تمام دلچسپیوں کا مرکز ہے۔ ہر چیز میں شیرینی زندگی کی بدولت ہے، لیکن ہم ناقص العقل، کم فہم، کم علم بے تجربہ نہیں، جانتے کہ اچھی زندگی کیا ہے، ہماری مثال تو بچہ کی سی ہے، کہ مٹھائی کھانے کو ملے اور من مانی کرنے دی جائے، پڑھنے نہ دیا جائے، اگر وہ گھر کی چھت سے گرنے کو کہے تو کوئی نہ روکے، کوئی نازبردار باپ ایسا نہ ہوگا کہ وہ ایسا کرنے دے، ہمارے نقشہ پر تو زندگی ایسی ہے کہ بچے جوان ہوئے تو بڑھیا کپڑے ملیں کھیلنے کو ملے، امیر گھرانوں میں گڈے کی شادیاں بڑے دھوم دھام سے ہوتی ہیں، تمام محلہ والوں کو دعوت دی جاتی ہے۔

عمر اور عقل کا فرق

یہ تو بچوں کا کھیل ہے، خرافات ہے، بچوں کو آپ سمجھائیں لیکن ان کی سمجھ میں نہیں آئے گا جس طرح عمر کا فرق ہوتا ہے اسی طرح عقل کا فرق ہوتا ہے۔ ایمانی عقل دوسری ہی چیز ہے، ایک کی زندگی دوسرے کو حماقت معلوم ہوتی ہے۔ ایک کا بگڑنا دوسرے کو سنورنا معلوم ہوتا ہے۔ یہ تجربہ کار سے پوچھئے یہ ان کے نزدیک خواب و خیال ہے بچوں کا کھیل ہے، جن کو اللہ نے چشم بصیرت عطا فرما دیا ہے، اصل زندگی کی بہار جن کو نظر آجاتی ہے، ان کو یہ بچوں کا کھیل ہی نظر آتا ہے۔ حیات طیبہ۔ اگر کوئی کہے کہ یہ آخرت کی زندگی سے متعلق ہے تو کہیں گے کہ وہ تو ابدی زندگی ہے مگر یہ بات کہاں ہے کہ دنیا میں ٹھوکریں کھلائیں گے۔ میرے نزدیک مطلب یہ ہے کہ دنیا، آخرت کی زندگی سدھار دیں گے۔ آخرت میں تو بے شک ان کو آرام ملے گا۔ دنیا میں بھی اچھی زندگی اور آخرت میں بھی حیات طیبہ عطا فرمائیں گے ارشاد ربانی ہے جن لوگوں نے معصیت کی ان کو اس کا مزہ یہیں چکھا دیں گے۔

دل کو ہلا دینے والا اعلان

دوسری جگہ ارشاد ہے:

"فَلَا تُعْجِبْكَ أَمْوَالُهُمْ وَأَوْلَادُهُمْ" جن لوگوں نے اللہ کو بھلا دیا، آخرت کو فراموش کر دیا، ان کے لئے یہ سخت ترین نوٹس ہے، سخت ترین اعلان ہے بدن کے رونگٹے اس اعلان سے کھڑے ہو جانا چاہئیں۔ خدا فرماتا ہے اسی دنیا کی زندگی میں ہم ان کو مزہ چکھا دیں گے ہم ان کو پیس پیس کر ماریں گے، ایسے کوڑے ماریں گے کہ تمام نشہ اتر جائے گا۔ اسی اولاد سے جو بڑی ارمانوں سے لی، خون جگر پلا پلا کر، لخت جگر کھلا کھلا کر پالا گیا جس اولاد کے لئے ناکردنی کی، خدا کو بھلا دیا تو یہ اولاد تمہارے گلوں کا طوق بن جائے گی۔

ماں کیا ہے اور کیا ہوگی

عورتوں کو بچے پالنے میں جن مصائب سے گذرنا پڑتا ہے اس کا تھوڑا حصہ اگر کوئی برداشت کرے تو میں اس کی ولایت کی قسم کھاتا ہوں۔ بچہ کی بیماری میں جو ماں کے دل پر گذرتی ہے، مائیں روتی ہیں، بلکتی ہیں، تڑپتی ہیں، اس کو عورتوں سے زیادہ کون جانتا ہے۔ یہ لاڈوں سے پالی ہوئی اولاد جب بڑی ہوئی تو ماں باپ نے اچھا انتخاب کیا، شادی کی، مال و زر خرچ کیا، نذرانے پیش کئے، اس کے بعد لڑکے کا دل ماں سے پھر گیا۔ بیوی کے تمام عزیزوں سے ملاقات اور تعلقات قائم لیکن وہی ماں جس نے اس کو بڑے نازوانداز سے پالا تھا، وہ ڈائن، قاتل دشمن، پھوہڑ ہو جاتی ہے۔ یہ ذلت کتنی بڑی ہے کہ دل پر آرے چلتے ہیں اور یہ بیٹے چلاتے ہیں۔ شادی کے بعد معلوم ہوتا ہے رشک جنت گھر۔ جہنم کا نمونہ بن گیا۔

ماں اور بیوی کا فرق

بعض زن مریدی میں ایسے دیوانے ہوئے کہ انہوں نے بیوی کی خاطر شہر چھوڑ دیا، شہر ہی نہیں ہندوستان چھوڑ دیا۔ یہ سب دنیا میں ہوتا ہے اور گھر گھر میں ہو رہا ہے۔ اولاد اور دکھ یہ ایسی بات ہوئی کہ ٹھنڈک میں گرمی، آگ میں پانی، پانی میں آگ، اندھیرے میں اجالا، ماں اپنے بیٹے کو کیسے بھول سکتی ہے نہ تعلق رکھ سکتی ہے اگر وہ گھر میں داخل ہوا تو بحث و تکرار شروع ہو گئی۔ ماں کا کام ہے خاموش سنتی رہے، اپنی زبان میں قفل ڈالے اس کو بولنے کا کوئی حق نہیں اور بیوی کو پیغمبر کی طرح بے قصور سمجھ لیا، اس کے متعلق کوئی نہیں کہی جا سکتی۔ یہ وہی اولاد ہے جس کی خاطر ماں اپنی رات آنکھوں میں کاٹ دیتی ہے۔ ذرا سی بچہ کو تکلیف ہو جائے تو بیکل ہو جاتی ہے، کہاں کا آرام کہاں کا سکون سراپا اضطراب بن جاتی ہے یہ ہوا اولاد سے سخت ترین عذاب۔

مال ایک عذاب

مال آیا تو قانون کی مصیبت آئی طرح طرح کی مصیبتیں لاحق ہوئیں۔ کچھ نہیں تو ۹۹ کے پھیر میں پڑ گئے۔ کوٹھی، موٹر کا روگ لگ گیا۔ میں تو کہتا ہوں کہ تپ دق لگ گیا۔ اولاد اور مال تو سکھ کے لئے ہیں نہ کہ دکھ کے لئے۔ مال میں کوئی کمی نہیں لیکن بیماری لگ گئی، ڈاکٹروں کی فیس میں پیسے لگ رہے ہیں، آب و ہوا کی تبدیلی میں پیسے لگ رہے ہیں۔ یہ سزائیں کس نے تجویز کی تھیں کہ مال ان چیزوں میں گھس رہا ہے اور مہلک بیماریاں لگ رہی ہیں۔ امیروں کی بیماریاں بھی امیر ہوتی ہیں بیماریوں کی وجہ سے نہ دن کو آرام نہ رات کو۔ حقیقی آرام ان کو حاصل ہی نہیں دیے مال بھی ہے اور بنگلے بھی۔ چوبیس گھنٹے جان ہتھیلی پر رہتی ہے۔ نہ تعلیم سے کچھ ہوتا ہے نہ دولت سے سکھ کا تعلق کسی اور چیز سے ہے، حقیقی مسرت کسی اور چیز میں ہے روحانی سکون کسی اور چیز میں ہے۔

فیشن ایبل بیوی

ہمارے دوستوں نے ہمیں بتایا کہ آج کل تعلیم یافتہ لڑکیوں میں شادی نہ کرنے کا رجحان عام ہو رہا ہے۔ شوہر دن بھر کا تھکا ہارا گھر آئے تو سیاست پر بحث شروع ہو گئی کہ آپ نے آج ٹائمز آف انڈیا میں فلاں خبر پڑھی ہوگی۔ سوشلزم سے میں اسی لئے گھبراتی ہوں۔ شوہر نے کوئی بات کہی تو بیوی نے کہا کہ آپ ٹھیک نہیں کہہ رہے ہیں میں نے تو فلاں کتاب میں یہ پڑھا تھا۔

حقیقی راحت

دنیا کی زندگی میں حقیقی راحت واقعی انہیں کو ہوتی ہے جن گھروں میں عقائد کی یکسانی ہو، معیاروں میں یکسانی ہو، فکر میں یکسانی ہو اولاد کی معیت ہو گی تو کوئی فکر نہ معلوم ہو گی۔ موت معلوم ہو گی اس کا شوق بڑھے گا اس سے گھبراہٹ نہیں ہو گی۔ جنت کی تعریف سب سے بڑی یہ ہے کہ وہاں خوف وغم نہ ہو گا جن گھروں میں عقیدہ میں یکسانی ہو، معیاروں میں یکسانی ہو، اس دنیا میں ان کو جنت کا مزہ آجاتا ہے۔ اس کے بعد موٹا جھوٹا کھانا ملے دال کھانے کو ملے تو اسمیں جو مزہ ہے دنیا کی کسی بڑی سے بڑی نعمتوں میں نہیں ہو گا۔

ایک مثال

ایک بادشاہ نے اعلان کیا کہ میں ایک ایک دن تمام لوگوں کے یہاں کھانا کھاؤں گا لوگوں نے جس کی باری آئی خوب اہتمام کیا ایک حکیم جی کی باری آئی تو انہوں نے بیوی سے کہا کہ وہ جوار کی روٹیاں اور دال بگھار کر رکھ دے۔ بیوی نے کہا کہ شاید ان کا دماغ خراب ہو گیا۔ حکیم صاحب بادشاہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور کہا کہ جنگل میں ہرن بہت ہو گئے ہیں ان کا شکار کیا جائے بادشاہ شکار کے لئے نکل پڑے، دن بھر گھومتے گھومتے تھک گئے لیکن ایک ہرن بھی ہاتھ نہیں آیا۔ شام کو حکیم صاحب نے کہا کہ چلئے کھانا کھایا جائے۔ بادشاہ بھوک سے بے حال تھے۔ دال اور جو کی روٹی پیش کی گئی تو بادشاہ نے بڑے شوق سے کھایا۔

کھلی جو کتاب

اگر بھوک اور حقیقی مسرت ہو تو دال روٹی بھی ایک بڑی نعمت معلوم ہوتی ہے۔ جن گھروں میں خدا نے سکون عطا فرمایا ہے، جو گھر باہمی مناقشوں سے خالی ہیں وہاں کی حالت یہ ہوتی ہے چہرہ کھلے پڑتے ہیں، ہر ایک دوسرے کے لئے قربانی پر آمادہ نظر آتا ہے، ماں چاہتی ہے کہ پہلے بچے کھائیں اور بچے یہ چاہتے ہیں کہ ماں کھائے۔ نہ کسی کے دل میں کینہ، نہ کسی سے شکوہ نہ کسی سے شکایت، ہر شخص خوش وخرم نظر آئے گا۔ یہ خدا کی بڑی نعمت ہے جن گھروں میں یہ چیز ہے یہ جنت کا مزہ نہیں تو کیا ہے، جنت کی روح ہر وقت کی خوشی ہے، جنت دل کی خوشی اور غم وخوف سے نجات سے عبارت ہے۔

آرام وتعیش کی پیداوار

بڑے گھروں میں صوفے ہیں، بلڈنگیں ہیں، باتھ روم ہیں لیکن دل کی خوشی نہیں، دل کا سکون نہیں۔ شوہر عورت سے بدگمان ہے، عورت شوہر سے بدگمان ہے، کہاں کی موٹر کہاں کا سونا، آدمی کہے گا یہ سب لے جاؤ لیکن دل کا سکون دیدو ایک بزرگ کہتے تھے کہ جنت میں تو اپنے سینہ میں لئے پھرتا ہوں۔ اسکو کوئی مجھ سے چھین نہیں سکتا۔ چھوٹے گھروں میں روٹی دال ہے ہفتوں گذر جاتے ہیں منھ کا مزہ بدلنے کے لئے کوئی چیز نہیں ملتی۔ اگر دل سکون ہے تو دال روٹی ہی ان کو بڑی نعمت معلوم ہوتی ہے۔ کسی عورت کا بچہ بیمار ہے اور عورت کو دعوت میں بلا لیا جائے، اگر وہ دعوت میں گئی تو اس کو ہر چیز بری معلوم ہو گی۔ اس کو یہ معلوم ہو گا کہ ہر چیز اس کا مذاق اڑا رہی ہے۔ یاد رکھئے دل چین سے ہو تو بدن چین سے ہے، دل چین سے نہ ہو تو بدن چین سے ہرگز نہیں ہو سکتا۔ گدّے گدّے معلوم نہیں ہوں گے کانٹوں کا بستر معلوم ہوں گے۔ ہمیں اس حیات طیبہ کے لئے جان قربان کرنا چاہئے حیات طیبہ فقر سے ملے تو مبارک، کم تعلیم سے ملے تو مبارک، میلے کپڑوں سے ملے تو مبارک مصیبتوں کے ساتھ ملے تو مبارک، ہفت اقلیم کے ساتھ ملے تو مبارک۔ حجاج بدنام بہت ہے، وہ ایک دن بیٹھا کھانا کھا رہا تھا۔ ایک بدّو پاس سے گذرا تو اس سے کہا کہ آؤ کھانا کھالو جب کھانا کھا چکا تو حجاج نے کہا کیسا ہے۔ بدّو نے کہا کہ اسمیں نہ باورچی کی مہارت کا دخل ہے نہ مصالحہ کو دخل ہے بلکہ آپ بے فکر ہیں کہ دشمن آپکے پیچھے نہیں، کسی قسم کا خطرہ آپ محسوس نہیں کر رہے ہیں۔ اگر آپکے پیچھے دشمن ہوتے اس میں کیا خاک مزہ ہے۔

طلب صادق

معدہ میں اگر طلب ہے تو کھانا مزہ دار اگر دل میں سلامتی ہے تو زندگی مزہ دار ہے۔ جب تعلقات درست ہوں گھر پر اللہ کی رحمت ہو تو پانی میں بھی وہ مزہ ہے جو شربت میں نہیں، موٹے اناج میں جو مزہ ہے وہ من وسلویٰ میں نہیں۔ جہاں احکام شریعت کا پاس ہو، جہاں شریعت نے کہا رک جاؤ رک گئے، شریعت نے کہا کہ کسی پر ظلم نہ کرنا، سودی قرض نہ لینا، خیانت نہ کرنا جھوٹ نہ بولنا، چھوٹے کے ساتھ اچھا سلوک کرنا، والدین کا ادب کرنا۔ اگر احکام کی پابندی ہو گی تو ہر چیز باعث برکت ہو گی۔ اور کامیابی ہی کامیابی ہو گی۔ ضرورت ہے کہ خدا کے سامنے اپنے خالی ہاتھ ہونے کا بے بس ہونے کا، اظہار کیا جائے، نماز کے ذریعہ، اخلاص کے ذریعہ، اللہ تعالیٰ حیات طیبہ کی توفیق اور اس کی عقل ہم کو نصیب فرمائے۔ آمین۔

مولانا سید ابوالحسن علی ندوی مدظلہ العالی کی تازہ شاہکار تصنیف

المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ

یعنی امیر المومنین سیدنا علی بن ابی طالب کرم اللہ وجہہ کی مفصل سوانح حیات، خاندانی خصوصیات، وہبی کمالات، خلفاء کی ترتیب زمانی میں حکمت الٰہی ومصلحت اسلامی اسلام کے مفاد میں خلفاء ثلاثہؓ کے ساتھ حضرت علیؓ کا بے نظیر اخلاص وتعاون، خلافت مرتضوی کا عہد، اور اس کی عظیم مشکلات، بے نظیر زاہدانہ سیرت ومصلحانہ ومربیانہ کردار، فرزندان والامرتبت (حضرت حسنؓ وحضرت حسینؓ) کی عطر بیز سیرت واخلاق اور اُن کے اپنے اپنے وقت میں صحیح فیصلے اور اقدامات، آل رسول (سادات کرام) کے اعلیٰ اخلاق وشمائل، امت کی اصلاح وتربیت کی دائمی فکر، اسلام کی تبلیغ واشاعت، جہاد فی سبیل اللہ اور ممالک اسلامیہ کی حفاظت ودفاع میں ہر عہد میں ان کا قائدانہ واولوالعزمانہ کردار۔

مستند کتب تاریخ، ناقابل انکار واقعات وحقائق اور تجزیاتی وتقابلی مطالعہ کی روشنی میں۔

معیاری کتابت، آفسٹ طباعت صفحات تقریباً ۴۵۶، قیمت اعلیٰ ایڈیشن ساٹھ روپئے۔ عام ایڈیشن پینتالیس روپئے۔

نوٹ: کتاب ۶ر نومبر ۱۹۸۸ء تقریب رسم اجراء کے بعد مل سکے گی قیمت پیشگی روانہ کرنے والوں کو مصارف ڈاک کی رعایت کے ساتھ کتاب رجسٹرڈ بک پیکٹ روانہ کی جائے گی۔

مجلس تحقیقات ونشریات اسلام پوسٹ بکس ۱۱۹ ندوۃ العلماء لکھنؤ

نظم

ڈاکٹر راشد علی راشد

ہر برگ چمن اپنا ہر شاخ ہماری ہو
اس ملک میں ہر جانب پرواز ہماری ہو

الحاد کے ایواں پھر ہل جائیں اذانوں سے
گر ذوق ہو صدیقیؓ اور شوق بلالیؓ ہو

پھر جذبۂ فاروقی ہر قلب میں ہو پیدا
پھر قیصر وکسریٰ پر یہ آنکھ ہماری ہو

سر اپنا بلند ہم نے ہر حال میں رکھا ہے
صحرا ہو کہ گلشن ہو یا فصل بہاری ہو

چن چن کے اندھیروں کو گلشن سے مٹا دیں گے
ایک بار ذرا شمع روشن تو ہماری ہو

رابطہ ادب اسلامی

کا سہ روزہ مذاکرہ علمی

نعتیہ شاعری: تاریخ اور خصوصیات

اسلام کی ابدی اور آفاقی قدروں پر ایمان رکھنے والے ادیبوں کا قافلہ جو صرف اپنے ایمان اور احساس ذمہ داری کی بنیاد پر اور خدا کی نصرت ومدد کے سہارے آج سے تین سال قبل سرگرم سفر ہوا تھا خاموشی لیکن وقار اور متانت کے ساتھ اپنا سفر جاری رکھے ہوئے ہے۔ کئی سال پہلے کی بات ہے کہ مولانا سید ابوالحسن علی ندوی نے پٹے پٹائے راستے سے ہٹ کر، اسلامی تعلیمات کی روشنی میں ادب کے مطالعہ کی دعوت دی تھی، اس دعوت نے عالم اسلام اور خاص طور پر عالم عربی کے پرسکون ادبی فضا میں ارتعاش پیدا کیا اور متعدد عرب ادباء وشعراء نے اسلام کی روشنی میں ادب کی تحقیق وتخلیق کا کام شروع کیا بعد میں ان کوششوں کو منظم اور مربوط کرنے کے لئے مولانا ہی کی صدارت میں اسلامی ادیبوں کی عالمی تنظیم "رابطہ ادب اسلامی" وجود میں آئی اسکے کئی اجتماعات لکھنؤ میں ہوئے ایک جے پور میں اور ایک استنبول ترکی، مدینہ منورہ میں ہوا۔ اسی سلسلہ کا ایک تازہ اجتماع نعتیہ شاعری کے موضوع پر اورنگ آباد کا سہ روزہ سیمینار تھا۔

نعتیہ شاعری عربی کی ہو یا فارسی اردو اور دوسری زبانوں کی، اسمیں تقدس وپاکیزگی بھی ہے اور فنی خوبیاں اور رعنائیاں بھی بلکہ یہ کہنا بیجا نہ ہو گا شعر کے تمام اصناف کی خوبیاں اس میں جمع ہو گئی ہیں، فارسی اور اردو میں نعت نگار شعراء نے ایسی معنی آفرینیاں کی ہیں۔ عشق ومحبت اور جذب وشوق کو ادب واحترام کے ساتھ ایسے مؤثر اور قوی انداز میں پیش کیا ہے جس کی مثال دنیا کی شاعری میں مشکل سے ملے گی۔ لیکن ہمارے ادبی وتنقیدی ذخیرہ کا یہ حیرت انگیز نقص ہے کہ ادبی تاریخ وتنقید نگاروں نے اس کی طرف بہت کم توجہ دی ہے۔ رابطۂ ادب اسلامی کی ذمہ داری تھی کہ اس ادبی وتنقیدی خلاء کو پر کرنے کیلئے آگے بڑھے۔

رابطۂ ادب اسلامی کے اس سیمینار کے لئے مولانا ریاض الدین فاروقی ندوی کی پیشکش پر محب رسولؐ، عامل سنت پابند شریعت، مغل شہنشاہ اورنگ زیب عالمگیر کی آخری آرام گاہ کے جوار میں، جامعہ اسلامیہ کاشف العلوم اورنگ آباد کا انتخاب عمل میں آیا اور ۲۵، ۲۶، ۲۷ر صفر ۱۴۰۹ھ مطابق ۷، ۸، ۹ر اکتوبر ۱۹۸۸ء کی تاریخ مقرر ہوئی۔ سیمینار سے متعلق بمبئی میں ایک مشاورتی اجتماع میں الحاج محمد بھائی پٹنی کو مجلس استقبالیہ کا صدر منتخب کیا گیا۔ اسی وقت سے صدر استقبالیہ اور ان کے ساتھ مولانا ریاض الدین فاروقی ندوی ناظم جامعہ اسلامیہ کاشف العلوم، جامعہ کے اساتذہ اور اہل شہر انتظامات میں لگ گئے، مولانا نور عظیم ندوی آفس سکریٹری رابطۂ ادب اسلامی ہند اور مولانا محمود الازہار ندوی استاذ ندوۃ العلماء نے انتظامات میں مشورہ کے لئے اورنگ آباد کا سفر کیا۔ پھر سیمینار کے انعقاد سے چار روز قبل مولانا نور عظیم ندوی اورنگ آباد پہونچ گئے۔ بزرگوں کی دعاؤں کی برکت اور کارکنوں کی محنت ولگن اور اللہ کی تائید ونصرت سے یہ سہ روزہ عالمی سیمینار منعقد ہوا۔

بھرپور نمائندگی

اسمیں ہندوستان کے علاوہ سعودی عرب، شام، فلسطین کے نمائندے شریک ہوئے۔ پاکستان کا ایک وفد بھی پہونچ گیا۔ بنگلہ دیش کا وفد بھی شرکت کرنے والا تھا لیکن بعض مجبوریوں کی وجہ سے شریک نہیں ہو سکا۔ اور سیمینار کے لئے مقالہ بھیجنے پر اکتفا کیا۔ اسی طرح عرب ممالک میں یونیورسٹیوں میں تعلیم شروع ہو جانے کی وجہ سے بہت سے لوگ شریک نہیں ہو سکے اور سیمینار کے مقاصد سے اتفاق کا اظہار کیا، کئی حضرات نے اس کے لئے اپنے مقالے اور قصائد بھیجے جنھیں سیمینار کی کارروائی میں شامل کر لیا گیا۔

ہندوستان سے مندرجہ ذیل یونیورسٹیوں نیز تعلیمی وتحقیقی اداروں کے وفود نے شرکت کی:

جواہر لال یونیورسٹی دہلی، جامعہ ملیہ اسلامیہ، مسلم یونیورسٹی علی گڑھ، الہ آباد یونیورسٹی، کیرالا یونیورسٹی کالی کٹ عثمانیہ یونیورسٹی حیدر آباد، کشمیر یونیورسٹی سرینگر، بھوپال یونیورسٹی، ہندو یونیورسٹی بنارس، مرہٹواڑہ یونیورسٹی اورنگ آباد، فاروق کالج کالی کٹ — ورکرس کالج جمشید پور، کالج پونہ مولانا آزاد کالج اورنگ آباد، دار العلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ، دار العلوم تاج المساجد بھوپال۔ جامعہ محمدیہ منصورہ مالیگاؤں معہد ملت مالیگاؤں۔ دار العلوم حیدر آباد دار العلوم سبیل السلام حیدر آباد، جامعہ اسلامیہ بھٹکل، جامعہ کاشف العلوم اورنگ آباد دار المصنفین اعظم گڈھ، ڈاکٹر ذاکر حسین ریسرچ انسٹی ٹیوٹ دہلی۔ مجلس تحقیقات ونشریات اسلام لکھنؤ، مرکز اسلامی حیدر آباد۔

ان وفود کے علاوہ جو بحیثیت مندوب سیمینار میں شریک تھے، قرب وجوار کے مثقف اور باذوق حضرات نے بڑی تعداد میں ذوق وشوق کے ساتھ تمام پروگراموں میں حصہ لیا بمبئی، حیدر آباد، بھوپال، اندور، پونہ اور دوسرے کئی شہروں کے شعری وادبی ذوق رکھنے والے حضرات موجود رہے۔ قریب کے عربی مدارس کے اساتذہ اور طلبہ بھی جمع تھے۔ شہر اورنگ آباد اور اس کے اطراف کے مسلمانوں کی دلچسپی اور لگن قابل دید تھی ایک مقامی اخبار نے لکھا ہے، دن تک پورے شہر اور قرب وجوار پر روحانی فضا چھائی رہی اورنگ آباد میں زیر تعلیم فلسطینی اور عرب طلبہ بڑی تعداد میں عربی پروگراموں میں موجود رہے اور بڑے ذوق وشوق کا مظاہرہ کیا۔

نماز جمعہ اور افتتاحی اجلاس

مندوبین کے قافلے ۷ر اکتوبر ہی سے پہنچنے لگے مسلم یونیورسٹی علی گڈھ کا وفد بھی ۶ر کو پہنچ گیا۔ ۷ر کی صبح کو لکھنؤ، بنارس، دہلی، الہ آباد کے وفود پہنچ گئے۔ نماز جمعہ کے وقت تک مندوبین اور دیگر حضرات کی خاصی تعداد جمع ہو چکی تھی۔ اورنگ آباد میں ملک عنبر کی تعمیر اور اورنگ زیب عالمگیرؒ کی توسیع وتجدید کردہ وسیع جامع مسجد نمازیوں سے بھر چکی تھی ایک بڑی تعداد نے صحن اور اس کے بعد کچے میدان میں نماز ادا کی۔ خطبہ سے پہلے مولانا سید سلمان حسینی نے مجمع کو خطاب کیا۔ اور مولانا سعید الرحمٰن اعظمی ندوی استاذ ندوۃ العلماء نے جمعہ کا خطبہ دیا، اور نماز پڑھائی۔

نماز مغرب کے بعد جامع مسجد سے متصل نہرو بھون میں، قاری غلام رسول استاذ جامعہ کاشف العلوم کی تلاوت کلام پاک سے سیمینار کا آغاز ہوا۔ کاشف العلوم کے ایک طالب علم اور ڈاکٹر طفیل احمد مدنی (الہ آباد) نے بارگاہ رسالت میں نذرانۂ عقیدت پیش کیا۔ پھر محمد بھائی پٹنی کی جانب سے مولانا ریاض الدین فاروقی نے خطبۂ استقبالیہ پیش کیا انھوں نے مہمانوں کا تہ دل سے استقبال کرتے ہوئے اورنگ آباد کی تاریخی اہمیت پر روشنی ڈالی اور یہاں مختلف زمانوں میں تشریف لانے اور روحانیت سے یہاں کی فضا کو معمور کرنے والے اولیائے کرام کے ساتھ ملک عنبر کے کارناموں اور عالمگیرؒ کی سرگرمیوں کا تذکرہ کیا۔ اورنگ زیب نے اپنی عمر کے آخری ۲۵ سال یہیں گذارے یہیں ایک مسجد میں فتاویٰ عالمگیری کی ترتیب وتدوین شروع ہوئی۔ اور اورنگ زیب کی وصیت کے مطابق ان کو قریب ہی خلد آباد میں متعدد اہل اللہ اور اولیائے کرام کے قبروں کے بیچ میں دفن کیا گیا۔

رابطۂ ادب اسلامی اور اس سیمینار کا تذکرہ کرتے ہوئے انھوں نے کہا "رابطۂ ادب کے بلند مقصد کو اسلام جیسا آفاقی مذہب ہی بنیاد فراہم کر سکتا ہے" اور "رابطہ کا نعتیہ ادب پر عالمی مذاکرہ علمی منعقد کرنا ایک انتہائی دانشمندانہ اور قابل تحسین اقدام ہے"۔

رابطہ ادب اسلامی ہند کے جنرل سکریٹری مولانا سید محمد رابع حسنی ندوی نے اپنی رپورٹ میں اب تک کی کارگذاریوں پر مختصر روشنی ڈالی اور مادی بے سروسامانی کے باوجود گذشتہ تین سالوں

میں رابطہ نے اب تک جو پیش قدمی کی ہے اس کا تذکرہ کیا۔

اس سیمینار اور رابطۂ ادب اسلامی کے صدر مولانا سید ابوالحسن علی ندوی نے اپنے افتتاحی خطاب میں فرمایا کہ: "آج کا یہ جلسہ ایک اہم خصوصیت کا حامل ہے کہ اس جلسہ کی نسبت اس ذات والاصفات سے ہے جس ذات اقدس نے نوع انسانی نسل انسانی اور وجود انسانی کے علاوہ ادب شاعری، تمدن، فلسفہ اور عقائد کی دنیا میں ایک انقلاب برپا کیا"۔ مولانا نے فرمایا کہ "عقائد کی دنیا میں نسبت کی بڑی اہمیت ہوتی ہے۔ کعبۃ اللہ کو اللہ سے نسبت ہے اس کا ادنیٰ کرشمہ یہ ہے کہ کعبۃ اللہ کی جانب ابرہہ نے ہاتھیوں کا لشکر لے کر بڑھنے کی جرأت کی تھی تو وہ اور اس کے ہاتھیوں کا لشکر اللہ کے جلال کا شکار ہو گیا"۔ مولانا نے اور مثال دیتے ہوئے فرمایا کہ —

"دنیا میں نہ جانے کتنے مکتوب چاک کئے گئے ہوں گے۔ لیکن حضورؐ نے جو مکتوب شاہ ایران کو بھیجا تھا اس نے اسے چاک کر دیا تو آپؐ نے فرمایا کہ: اس کی سلطنت بھی اسی طرح پارہ پارہ ہو جائے گی"۔ صدر اجلاس نے اپنی تقریر میں نعتیہ شاعری کی ادبی اہمیت پر بھی روشنی ڈالی۔ اور کہا کہ نعتیہ شاعری اور خاص طور سے فارسی اردو نعت میں جو والہانہ محبت و عقیدت ہے، جو سوز اور تڑپ ہے اور شعراء نے حرمین کے شوق کی جو کیفیات بیان کی ہیں اس میں جو معنی آفرینیاں کی ہیں اور جذبات کی جو تعبیر کی ہے اس کی مثال عالمی شعری ذخیرہ میں ملنی مشکل ہے۔

افتتاحی اجلاس میں فلسطینی ادیب دمشق ڈاکٹر عدنان نحوی اور استاذ محمد حسن بریغش اور پشاور یونیورسٹی کے پروفیسر اور صدر شعبۂ عربی مولانا محمد اشرف سلیمانی نے بھی خطاب کیا۔

مقالات اور دوسرے جلسے

۸ر اکتوبر کی صبح سے مقالات کی نشستیں ہوئیں۔ تمام مقالوں کو دو نشستوں میں تقسیم کر دیا گیا تھا۔ ایک نشست عربی مقالوں کے لئے مخصوص تھی (مقالہ نگاروں کے نام اور مقالات کے عناوین اگلے شمارہ میں شائع کئے جائیں گے۔ انشاءاللہ) ان کے علاوہ ۸ر اکتوبر کی رات کو بعد نماز عشاء جامع مسجد میں مولانا سید ابوالحسن علی ندوی نے ایک عوامی جلسہ سے خطاب کیا۔ ۹ اکتوبر کو ۹ بجے دن میں پیام انسانیت کا جلسہ ہوا۔ اس میں غیر مسلم بھی بڑی تعداد میں شریک ہوئے۔ اسی روز شام کو عرب اور فلسطینی طلبہ سے عرب مہمانوں نے خطاب کیا۔ ۹ر اکتوبر کو مولانا سید ابوالحسن علی ندوی نے اختتامی کلمات فرمائے۔ جن میں سیرت کے مطالعہ پر خاص طور سے زور دیا۔ اور دعا پر سیمینار کا اختتام ہوا۔

اس کے بعد رات میں دو شعری نشستیں بھی ہوئیں ایک عربی اور دوسری اردو میں ڈاکٹر عدنان نحوی نے عربی شعری نشست کی صدارت اور ڈاکٹر عصمت جاوید شیخ صدارت اور فرید سلیم نے نظامت میں اردو مشاعرے میں مقامی شعراء نے بھی نعتیں پیش کیں۔

ذرائع ابلاغ

اس سیمینار کو کامیاب بنانے میں مقامی ذرائع ابلاغ نے بھی بھرپور تعاون کیا۔ یہاں اخبارات سیمینار کے پہلے ہی سے اس کی خبریں شائع کر رہے تھے۔ سیمینار سے ایک روز پہلے رابطۂ ادب اسلامی اور تحریک پیام انسانیت کے تعارف کیلئے مضامین شائع کئے۔ مولانا نور عظیم ندوی جو چند روز قبل ہی آ گئے تھے انھوں نے ۶ر اکتوبر کو ایک پریس کانفرنس کی جس میں ۲۰ اخبار نمائندے شریک ہوئے۔ ان میں مقامی اردو روزناموں کے علاوہ۔ مراٹھی اور انگریزی اخبارات کے نمائندے بھی موجود تھے۔ پی۔ ٹی۔ آئی۔ یو۔ این۔ آئی۔ اور مقامی آکاشوانی کے نمائندے بھی تھے، اور ان لوگوں نے پریس کانفرنس کی کارروائی بھی شائع کی۔

سیمینار اور دوسرے جلسوں کی بھی تفصیلی خبریں دیتے رہے۔ روزنامہ عالمگیر ٹائمز، اورنگ آباد ٹائمز، اور روزنامہ مفسر نے بڑی اچھی رپورٹنگ کی عالمگیر ٹائمز نے پہلے صفحے پر خصوصی اداریہ میں مولانا سید ابوالحسن علی ندوی کی شہر میں آمد کا خیر مقدم کیا۔ ایک نعت نمبر بھی شائع کیا۔ اورنگ آباد ٹائمز نے مولانا کے متعلق خاص نمبر شائع کیا۔ مراٹھی روزنامہ "لوک مت" میں بھی خبریں آتی رہیں۔ ریڈیو اسٹیشن سے بھی خبر نشر ہوئی۔

۱۰ر اکتوبر کو قریب کے تاریخی آثار کی زیارت پر سیمینار کے پروگرام ختم ہوئے۔

تجاویز

تجاویز کو تیار کرنے کے لئے عرب اور ہندوستانی مندوبین پر مشتمل ایک کمیٹی بنائی گئی تھی اس نے تجاویز کا مسودہ تیار کیا، آخری اجلاس میں یہ تجاویز پیش کی گئیں اور حاضرین نے بالاتفاق انھیں منظور کیا ان تجاویز کا خلاصہ یہاں پیش کیا جا رہا ہے۔

۱۔ رابطہ ادب اسلامی کا یہ اجلاس عام لندن میں مقیم ہندی نژاد سلمان رشدی کی شان رسالت میں اہانت کی مرتکب کتاب "شیطانی آیات" پر اپنی دلی تکلیف اور نفرت کا اظہار کرتا ہے اور حکومت ہند کے اس اقدام کو پسندیدہ نظروں سے دیکھتا ہے کہ اس کتاب پر پابندی لگا دی ہے۔ یہ اجتماع اس پر بھی زور دیتا ہے۔ کہ ملت اسلامیہ اور ممالک اسلامیہ کی طرف سے ایسے اقدامات کئے جائیں کہ کسی کو ایسی گستاخی کی جرأت نہ ہو۔

۲۔ فارس و روم اپنے ادب، شاعری کو اپنی تہذیب اور شخصیتوں کے تذکروں اور کارناموں سے معمور رکھے ہوئے ہیں حالانکہ ان میں نئی دنیا کے لئے نہ کوئی پیغام ہے نہ انسانوں کی ہدایت کا کوئی سامان، نہ اخروی نجات کی ضمانت، جبکہ اسلامی تہذیب و تعلیمات اور تاریخ میں یہ ساری خوبیاں موجود ہیں۔ ایسی صورت میں مسلمانوں کے ادبی سرمایہ میں اسلامی تاریخ و تمدن اور اسلامی شخصیتوں کے تذکروں اور ان کے کارناموں پر فخر و اعتزاز سے گریز کی کوئی وجہ نہیں رابطہ ادب اسلامی کا یہ اجلاس اس پر زور دینا ضروری سمجھتا ہے کہ ہمارے شعراء و ادباء اپنی شعری و ادبی تخلیقات کے لئے اسلامی تعلیمات، تمدن، تاریخ اور شخصیات کو اہم ترین ماخذ قرار دیں۔

۳۔ ادب اور شاعری میں آنحضورؐ کی مدح و توصیف درحقیقت اس مثالی شخصیت کی مدح و توصیف ہے۔ جس نے نوع انسانی کو فکر و خیال سے بھی بالا و برتر عظمتیں عطا فرمائی ہیں۔ آنحضورؐ کی صفت "رحمۃ للعالمین" ہے اور آپ کی تعریف اسی ذات والاصفات کی تعریف ہے۔ جس نے انسانوں کو کالے گورے اور امیر و غریب کی ظالمانہ تقسیمات سے نجات دلائی۔ ادب اسلامی کا یہ اجتماع اس بات کے یقین کا پورے اعتماد اور قوت کے ساتھ اعلان کرتا ہے کہ خاتم الرسلؐ کی مدح انسانیت کے اعلیٰ ترین و افضل ترین مثالی شخصیت کی مدح و توصیف ہے۔ اور نعت نگار شعراء کو یہ حقیقت پیش رکھنا چاہئے

۴۔ آنحضورؐ کی مدح ان تعلیمات کی مدح ہے اور ان پر یقین و ایمان کا نتیجہ اور اعلان ہے جن کے ساتھ ممدوح عالمؐ مبعوث فرمائے گئے اس لئے اس صنف شاعری سے اسلام کی صحیح تصویر اور اخلاق و سیرت کا صحیح پیکر سامنے آنا چاہئے۔ رسول آخر الزماںؐ اور تمام انبیاء کی تعلیمات کا اساسی نقطہ توحید ہے اس وجہ سے یہ اجتماع ضروری سمجھتا ہے کہ نعتیہ شاعری میں خاص طور سے اور دوسرے اصناف ادب میں عام طور سے توحید کو ہمہ وقت پیش نظر رکھا جائے اور رسولؐ کی تعریف ایسی نہ کی جائے کہ عقیدۂ توحید مجروح ہو۔

۵۔ مسلمان شعراء کا نعت نگاری سے شغف اس کا بھی تقاضا کرتا ہے کہ یہ شعراء و ادباء ادب کے تمام شعبوں اور اصناف میں اسلامی ادب کے نظریہ کو اپنائیں، فاسد اور مخرب اخلاق و افکار ادب کا مقابلہ کریں اپنی تخلیقات کو بھی ان عناصر سے پاک رکھیں اور اسلامی ادیبوں کے قافلہ میں شامل ہوں۔

۶۔ نعت رسولؐ کی ایک اہم خصوصیت اس کی آفاقیت ہے، مسلمانوں کی تمام زبانوں میں اس کے موثر اور معیاری نمونے موجود ہیں، رابطۂ ادب اسلامی کا یہ اجتماع تمام مسلمانوں کو اپنے دینی بھائیوں کی نعتیہ شاعری سے روشناس کرانے کے لئے مختلف زبانوں میں ان کا ترجمہ ضروری سمجھتا ہے۔

ایک اور تجویز میں مجلس استقبالیہ، جامعہ کاشف العلوم۔ اس کے ناظم اور اساتذہ دیگر منتظمین اور اہل شہر کا شکریہ ادا کیا۔

بقیہ: مدرسۃ الفلاح اندور

مولانا نے بتایا کہ مسجد کا صرف اندرونی حصہ تیار ہوا ہے جبکہ ابھی اندرونی حصوں میں پلاسٹر کا کام باقی ہے۔ اور برآمدہ و صحن، دوسری منزل کی تعمیر پروگرام میں شامل ہے۔ دارالاقامہ کے چند کمرے فی الحال تعمیر کئے گئے ہیں۔ مگر انھیں درسگاہ کے طور پر استعمال کیا جا رہا ہے۔ اس سے قبل مدرسہ ٹین کے شیڈ کے نیچے کام کر رہا تھا۔ درجہ حفظ کے علاوہ مکتب بھی قائم ہے۔ اسکے بعد الحاج مولانا عبدالرحیم صاحب پاریکھ نے قرآن و حدیث کی روشنی میں مدرسہ اور مسجد کی اہمیت پر روشنی ڈالی۔ دینی تعلیمی کونسل اتر پردیش کے جنرل سکریٹری ڈاکٹر محمد اشتیاق حسین قریشی نے مسلمانوں کے تعلیمی مسائل و مشکلات کا جائزہ پیش کیا۔ ڈاکٹر صاحب نے بچوں اور بچیوں کی دینی تعلیم اور اس کے بنیادی مسائل سے نمٹنے کیلئے دینی تعلیمی کونسل اتر پردیش کے تعاون کا بھی یقین دلایا آخر میں صدر جلسہ مولانا سید محمد مرتضیٰ صاحب ناظم کتب خانہ ندوۃ العلماء کی دعا پر تقریب ختم ہوئی جلسہ کو مفتی مالوہ مولانا ابوالبرکات فاروقی نے کنڈکٹ کیا۔ (ندائے مختلف مدنی)

اسلامی ہند کا تاریخی شہر اورنگ آباد

"نعتیہ شاعری" پر سہ روزہ سیمینار میں پیش کیا گیا خطبۂ استقبالیہ

رابطہ ادب اسلامی ہند کی دعوت پر جامعہ اسلامیہ کاشف العلوم اورنگ آباد میں ۸،۷، ۹ اکتوبر ۱۹۸۸ء کو نعتیہ شاعری پر سیمینار ہوا۔ مولانا سید ابوالحسن علی ندوی مدظلہ کی صدارت میں ہند اور بیرون ہند کے نمائندوں نے شرکت کی اور نعتیہ شاعری کے مختلف پہلوؤں پر مقالے پیش کئے گئے۔ الحاج محمد بھائی پٹنی صدر مجلس استقبالیہ کی طرف سے مولانا ریاض الدین فاروقی نے خطبہ استقبالیہ پیش کیا جو یہاں شائع کیا جا رہا ہے۔ (ادارہ)

الحمد للہ، والصلاۃ والسلام علی رسول اللہ ٥

محترم صدر اجلاس، مہمان گرام، شرکاء جلسہ، بزرگو، دوستو اور عزیزو!

سب سے پہلے میں مجلس استقبالیہ کے صدر کی حیثیت سے اپنی اور اپنے رفقاء کار جامعہ اسلامیہ کاشف العلوم اورنگ آباد کے ارباب بست و کشاد جامعہ کے جمیع اساتذۂ کرام و طلبہ کی طرف سے نیز مرہٹواڑہ اور شہر اورنگ آباد کی جماعت علماء اور تمام مسلمانان اورنگ آباد کی جانب سے سرزمین اورنگ آباد میں آپ تمام مندوبین کے قدوم میمنت لزوم اور ورود مسعود پر آپ کا پرجوش خیر مقدم کرنے کی سعادت حاصل کرنا چاہتا ہوں، اس وقت میں محسوس کر رہا ہوں کہ اس شہر خجستہ بنیاد کا ذرہ ذرہ آپ کی آمد پر اہلاً و سہلاً مرحباً کے ترانے گا رہا ہے۔ آج سرزمین اورنگ آباد پر آسمان دین کے چاند تاروں کا یہ ہجوم دیکھ کر فلک کو بھی رشک آ رہا ہوگا۔ اس مبارک اور برگزیدہ محفل میں جہاں عظیم مفکر اسلام زبدۃ العلماء حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندوی کی ذات بابرکات رونق محفل ہے وہیں ملک کے مختلف گوشوں سے آئے ہوئے وہ ماہرین علم و ادب بھی موجود ہیں جن کا تعلق مختلف مراکز علم و دین سے ہے حضرت مولانا موصوف دامت برکاتہم کا سلسلۂ فیض ہے کہ اس مبارک موقع پر محترم عرب مہمان بھی ہمارے درمیان موجود ہیں، ہم ان تمام مہمانوں کی آمد پر اظہار تشکر کرتے ہوئے رب العالمین کے بھی سپاس گذار ہیں کہ اسی کے کرم سے اس علمی و تہذیبی شہر میں ایسی مجلس انعقاد پذیر ہو سکی ہے۔

حضرات! شہر اورنگ آباد کی علمی لسانی، تہذیبی، ادبی اور دینی اہمیت محتاج بیان نہیں یہ شہر اس لسانی خطے کا مرکز ہے جہاں محمد تغلق کی قیادت میں پہلے پہل شمالی ہند کا وہ لسانی دھارا آیا جس نے فارسی آمیز کھڑی بولی کی لسانی حدیں بندھیاچل کے جنوب میں دولت آباد تک بڑھائیں جہاں سے یہ زبان دہلوی صوفیائے کرام کے ساتھ جنوبی ہند کی طرف غیر ہند آریائی زبانوں کے لسانی حدود میں پہنچ کر "دکنی" کہلائی یہ اس زمانے کی بات ہے جب اورنگ آباد کا نام صفحہ تاریخ پر ابھی رقم نہیں ہوا تھا دور علائی میں جن اولیائے کرام نے نواح اورنگ آباد کو اپنی تشریف آوری سے شرف بخشا ان میں حضرت مومن عارف باللہ اور حضرت جلال الدین گنج رواں کے نام قابل ذکر ہیں۔

جب دلی کی آبادی بحکم محمد تغلق دولت آباد جس کا پرانا نام "دیوگری" ہے منتقل ہوئی تو ایک روایت کے مطابق حضرت منتجب الدین زر زری بخش کے ہمراہ اور دوسری روایت کے مطابق شاہ برہان الدین غریب کے ہمراہ سات سو مریدوں کا قافلہ جن میں کچھ پالکی نشین بھی تھے۔ دولت آباد وارد ہوا اس زمانے میں کئی اور بزرگان دین بھی دولت آباد تشریف لائے جن میں امیر خسرو کے دوست میر حسن سنجری، حضرت زین العابدین، راجو قتال جو خواجہ گیسو دراز کے پدر بزرگوار تھے قابل ذکر ہیں۔ اس طرح زمانہ قدیم ہی میں دولت آباد بزرگان دین کی رشد و ہدایت کا مرکز بنا اور یہ سرزمین نعرۂ توحید اور تعلیمات نبوی علی صاحبہا الف الف صلاۃ و سلام کے ترانوں سے گونج اٹھی تھی آج بھی ان بزرگان دین کے مزارات زبان حال سے زائرین کو دینی دعوت جدوجہد کی کہانی سناتے ہیں۔

شہر اورنگ آباد کا قدیم نام کھڑکی تھا مرتضیٰ نظام شاہ والی احمد نگر کے وزیر باتدبیر ملک عنبر نے ۱۶۱۰ء میں آباد کیا تھا۔ ملک عنبر نے اس شہر میں نہروں کے ذریعے آبرسانی کا جو نظام قائم کیا تھا اس کے آثار آج بھی پائے جاتے ہیں جامع مسجد جو اس جلسہ گاہ کے سامنے ہے ملک عنبر ہی کے زمانے میں تعمیر ہوئی تھی جس کی توسیع اورنگ زیب عالمگیرؒ کے حکم سے ہوئی اور اس کے اطراف حجرے تعمیر کئے گئے اور اس طرح یہ جامع مسجد دکن میں فقہ و حدیث کی اولین درسگاہ بنی ملک عنبر کے انتقال کے بعد اس کے بیٹے فتح خان نے کھڑکی کا نام بدل کر فتح نگر کر دیا لیکن ۱۶۳۴ء میں احمد نگر کی نظام شاہی حکومت کے خاتمہ کے بعد مغلیہ سلطنت کا حصہ بن گیا جب سلطنت مغلیہ کے سب سے بڑے فرمانروا اورنگ زیب عالمگیرؒ ایام شہزادگی میں دوبارہ ۱۶۵۳ء میں والیٔ دکن ہوئے تو ان کی نظر انتخاب فتح نگر پر پڑی جسے انھوں نے اپنا صدر مقام بنایا اور اس کا نام اپنے نام کی رعایت سے اورنگ آباد کر دیا معاصر مورخین نے اس شہر خجستہ بنیاد بھی کہا ہے اس شہر کو اس بات کا فخر حاصل ہے کہ شہنشاہ اورنگ زیب نے اپنی عمر عزیز کے ۲۵ سال اس شہر کی آغوش میں گزارے یہیں ان کے فرزند شہزادۂ اعظم نے اپنی ماں دلرس بانو ملقب بہ رابعہ درانی کا مقبرہ تاج محل کے طرز پر تعمیر کیا جو بی بی کے مقبرہ کے نام سے مشہور ہے اور جہاں آج گورنمنٹ کالج کی عمارت ہے، وہیں اورنگ زیب کے تعمیر کردہ زنانہ و مردانہ محل اور مسجد آج بھی عہد گزشتہ کی داستان سناتے ہیں، اورنگ زیب کے انتقال کے بعد سابقہ ریاست حیدرآباد کے موسس آصف جاہ اول نے ابتداء میں دو سال تک اورنگ آباد ہی کو اپنی سلطنت کا صدر مقام بنایا۔ نواب موصوف کے اورنگ آباد میں موجودگی سے یہاں ایک علمی و ادبی ماحول پیدا ہو گیا چنانچہ غلام علی آزاد بلگرامی جیسے مشہور زمانہ، نقاد، مؤرخ اور تذکرہ نویس انھیں کے زمانے میں اورنگ آباد آئے اور آصف جاہ اول کے صاحبزادے میر احمد خاں ناصر جنگ کے اتالیق مقرر ہوئے وہ ایک بار اورنگ آباد آئے تو پھر یہیں کے ہو رہے ۸۴ سال کے زمانۂ قیام کے بعد یہیں کی مٹی عزیز ہوئی اور خلد آباد میں مدفون ہوئے۔

آپ کا قیام بابا شاہ مسافر نقشبندی کے تکیہ میں رہا جو آج بھی درگاہ پن چکی کے نام سے زائرین کا مرکز نگاہ بنی ہوئی ہے۔

ناصر جنگ تو اورنگ آباد کے عاشق صادق تھے انھوں نے اورنگ آباد کو علمی تہذیبی، اور ادبی مرکز کی حیثیت دے کر اسے دکن کی دلی بنا دیا جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ یہاں علمی ادبی ماحول قائم ہو گیا، اور دکنی ادب کے چاند ستارے اسی سرزمین سے ابھرے جن میں ولی اورنگ آبادی اور سراج اورنگ آبادی کے نام سر فہرست ہیں ان کے علاوہ داؤد اورنگ آبادی — عشق اورنگ آبادی جمیل اورنگ آبادی محمد عظیم فاشقال اور لچھمی نراین شفیق کے نام قابل ذکر ہیں لیکن ولی سراج کی یہ سرزمین صدیوں تک خاموش رہی۔ بیسویں صدی کی ابتداء میں جب بابائے اردو مولوی عبدالحق مہتمم تعلیمات کی حیثیت ۱۹۰۱ء میں اورنگ آباد تشریف لائے تو اس شہر میں ان کا قیام فال نیک ثابت ہوا — انجمن ترقی اردو کے دفتر اور پریس نے اس شہر کی عظمت رفتہ کو بحال کیا اور اردو کی کئی بیش بہا تصانیف یہیں سے شائع ہوئیں ۱۹۵۶ء میں جب لسانی بنیادوں پر ہندوستان میں ریاستوں کی تشکیل عمل میں آئی تو علاقہ مرہٹواڑہ کے ساتھ اپنے صدر مقام کی حیثیت سے اورنگ آباد ریاست مہاراشٹر کا حصہ بن گیا۔

حضرات! یہ تو ہے اس شہر کی لسانی، سیاسی، اور ادبی سرگرمیوں کا اجمالی خاکہ لیکن مذہبی و دینی حیثیت سے بھی اس شہر کو ہندوستان بالخصوص دکن میں، ایک ممتاز و منفرد حیثیت حاصل ہے اس شہر کی دینی حیثیت کا اندازہ اس کے تاریخی سے لگایا جا سکتا ہے کیوں کہ یہ نام ایک ایسے شہنشاہ سے منسوب ہے جس کو موجودہ دور کے ایک بڑے مفکر نے سادس الخلفاء الراشدین لکھا ہے اسی جامع مسجد میں فتاویٰ عالمگیری کی تدوین کا خاکہ تیار ہوا۔ اورنگ زیب کی دینی خدمات کا اعتراف اقبال نے اپنی مایۂ ناز فارسی مثنوی "رموز بے خودی" میں ایک حکایت کے ضمن میں کیا ہے یہاں صرف دو اشعار نقل کئے جا رہے ہوں گے۔ ؎

پایۂ اسلامیاں برتر ازو
احترام شرع پیغمبر ازو

•

درمیان کارزار کفر و دیں
ترکش ما را خدنگ آخریں

جب سلطنت مغلیہ کا چراغ بجھ گیا اور انگریزوں نے ہندوستان کو غلام بنا لیا تو ہمارے علماء دین نے جہاں ملک کی جدوجہد آزادی میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا وہیں دینی علوم کی روایت کو زندہ رکھنے کے لئے برابر کوشاں رہے اور چند ایسے دینی قلعے وجود میں آئے جن میں دینی علوم کا چراغ بجھنے نہ پایا، جن میں ندوۃ العلماء کا دینی قلعہ قابل ذکر ہے۔ جو ۱۸۹۰ء میں لکھنؤ میں قائم ہوا اور آج بھی اس کے دار العلوم میں علوم دینی کا ارتقاء برابر جاری ہے اسی دینی چراغ سے ایک چنگاری شہر اورنگ آباد میں آ گری اور مولانا سعید خاں صاحب مدظلہ العالی کی مساعی جمیلہ سے ۱۹ر اپریل ۱۹۵۹ء کو شہر اورنگ آباد کی عظیم الشان تاریخی جامع مسجد کے مسقف حجروں میں جامعہ اسلامیہ کاشف العلوم کی بنیاد پڑی اور وہ دھبہ بھی دھل گیا جو دینی علوم کے فقدان کی وجہ سے شہر اورنگ آباد کے دامن پر پڑا تھا اور اس طرح اس شہر کی وہ بنیادی کمی بھی پوری ہو گئی جس کے بغیر اس شہر کی ساری ترقیاں چاہے وہ تہذیبی ہوں علمی ہوں یا ادبی بے معنی ہو کر رہ جاتیں۔

حضرات! جامعہ اسلامیہ کاشف العلوم کو صرف شہر اورنگ آباد کی نہیں بلکہ مراٹھواڑہ کی پہلی علمی و دینی درسگاہ ہونے کا شرف حاصل ہے اس جامعہ میں ندوۃ العلماء کے طے کردہ نصاب کے مطابق اعلیٰ درجات تک تعلیم دی جاتی ہے اس میں کئی شعبہ جات ہیں۔ ابتدائیہ سے عالیہ تک تعلیم کا معقول انتظام ہے تعلیم کے لئے بہتر سے بہتر تجربہ کار اور قابل اساتذہ کی خدمات حاصل کی گئی ہیں، علوم دینیہ کے ساتھ ساتھ ریاضی، سائنس، تاریخ، جغرافیہ اور علاقائی زبان مراٹھی اور مادری زبان اردو اور انگریزی کی تعلیم کا انتظام ہے۔ جامعہ فارغ التحصیل طلباء اور اساتذہ کی تربیت کے لئے ہر سال تربیتی کیمپ مقرر کرتا ہے۔ اس کے علاوہ اسلامی موضوعات پر توسیعی خطبات کا باقاعدگی سے انعقاد اس کے زیر اہتمام ہوتا ہے۔ جامعہ کے زیر سرپرستی علاقے میں ۵۰ کے قریب مکاتب چل رہے ہیں جن کا کام علاقے کے مسلمانوں میں دینی شعور بیدار کر کے غیر اسلامی رسوم و رواج اور اوہام و خرافات ختم کرنا ہے مختلف مقامات سے تحصیل علم کے لئے آنے والے طلباء کیلئے دار الاقامہ بھی قائم ہے اور جامعہ کی لائبریری میں دینی و علمی کتابوں کا وسیع سرمایہ ہے، غرض دکن کی یہ تعلیمی درسگاہ سرزمین مرہٹواڑہ اور شہر اورنگ آباد میں علوم دینی کی ترویج و اشاعت میں اپنے فرائض منصبی بفضل ایزدی حسن و خوبی کے ساتھ انجام دے رہی ہے۔

حضرات محترم! جامعہ اسلامیہ کاشف العلوم کا الحاق عالم اسلام کی مشہور دینی درسگاہ دار العلوم ندوۃ العلماء سے ہے، اس دار العلوم کے سربراہ روح رواں، دنیائے اسلام کے جید عالم مفکر اسلام حضرت مولانا سید ابو الحسن علی ندوی مدظلہ العالی حضرت والا ہی جامعہ اسلامیہ کاشف العلوم کے سرپرست ہیں اس لئے آج مولانا محترم کی تشریف آوری ایک سرپرست بزرگ خاندان کا اپنے ہی خاندان کے ایک فرد خاندان کے گھر تشریف لانا ہے ان کی اور ان کے ہمراہ مختلف یونیورسٹیوں دار العلوم اور دینی درسگاہوں سے آئے ہوئے ماہرین دین و ادب کی آمد سے ہم اہلیان اورنگ آباد کے دلوں میں مسرت کی جو لہریں اٹھ رہی ہیں انہیں الفاظ میں بیان کرنے سے قاصر ہیں۔

حضرات! آج کا مذاکرۂ علمی رابطۂ ادب اسلامی کی طرف سے منعقد ہو رہا ہے۔ اقبال نے کہا تھا۔ ؎

ایک ہوں مسلم حرم کی پاسبانی کے لئے
نیل کے ساحل سے لے کر تابخاک کاشغر

اس کے لئے اتحاد سیاسی کا جو خواب مولانا ابو الکلام آزاد اور ڈاکٹر اقبال نے دیکھا تھا، وہ تو کچھ اندرونی خرابیوں اور بیشتر بیرونی ریشہ دوانیوں کے سبب شرمندۂ تعبیر تو نہ ہو سکا، لیکن اس اتحاد ملی کو ادبی سطح پر قائم کرنا آج بھی وقت کا سب سے بڑا تقاضہ ہے، دنیائے اسلام میں مختلف ملکوں اور لسانی فرقوں کا اپنا اپنا ادب ہے اپنی اپنی ثقافتیں ہیں۔ اپنی اپنی ملکی و قومی ضروریات و مسائل ہیں۔ لیکن دینی سطح پر ان میں کم و بیش اشتراک بھی پایا جاتا ہے۔ اس خطۂ اشتراک کا نام اسلامی ادبیات ہے جس کے اپنے مشترک اغراض و مقاصد ہیں جنہیں آج کے دور الحاد میں پائے جانے والے مادی رجحانات کا قلع قمع کر کے روحانی اقدار کی بازیافت اور یورپ کے ان جمالیاتی فلسفوں اور ادبی نظریوں کا انسداد کرنا ہے جن کے ایسے میں اقبال نے کہا تھا ؎

عشق و مستی کا جنازہ ہے تخیل ان کا
ان کے اندیشۂ تاریک میں قوموں کے مزار
چشم آدم سے چھپاتے ہیں مقامات بلند
کرتے ہیں روح کو خوابیدہ بدن کو بیدار

ادبی سطح پر اس اتحاد ملی کا خیال سب سے پہلے مولانا ابو الحسن علی ندوی کے ذہن میں آیا جس نے حضرت موصوف کے مساعی جمیلہ سے کچھ برسوں میں رابطۂ ادب اسلامی کی شکل اختیار کی اس عالمی تنظیم کا مرکز لکھنؤ میں ندوۃ العلماء لکھنؤ میں ہے اور اس کے سربراہ صدر شعبۂ ادب عربی مولانا سید محمد رابع حسنی ندوی کی ذات ہے اس عالمی تنظیم کے زیر قیادت کئی اجتماعات مذاکرے اور کانفرنسیں ہوئیں۔ سال رواں میں یہ طے کیا گیا کہ نعتیہ ادب پر مذاکرۂ علمی کا انعقاد ہو اور خوش قسمتی سے اب کی بار قرعۂ فال شہر اورنگ آباد اور جامعہ اسلامیہ کاشف العلوم کے نام نکلا۔ اس مذاکرۂ علمی میں شرکت کے لئے جواہر لال نہرو یونیورسٹی جامعہ ملیہ دہلی، دہلی یونیورسٹی دہلی، ڈاکٹر ذاکر حسین ریسرچ انسٹی ٹیوٹ دہلی، مسلم یونیورسٹی علی گڑھ، الہ آباد یونیورسٹی الہ آباد کیرالا یونیورسٹی کالی کٹ، فاروق کالج، کالی کٹ، عثمانیہ یونیورسٹی حیدرآباد کشمیر یونیورسٹی سری نگر، بھوپال یونیورسٹی بھوپال، ندوۃ العلماء لکھنؤ، دار المصنفین اعظم گڑھ تاج المساجد بھوپال، معہد ملت مالیگاؤں جامعہ محمدیہ منصورہ مالیگاؤں، جامعہ اسلامیہ بھٹکل، دار العلوم حیدرآباد، فرقانیہ اکیڈمی بنگلور، مرکز اسلامی حیدرآباد، مولانا آزاد کالج اورنگ آباد مراٹھواڑہ یونیورسٹی اورنگ آباد۔ جامعہ اسلامیہ کاشف العلوم اورنگ آباد کے مندوبین نیز پاکستان اور بنگلہ دیش سے ایک ایک مندوب شریک ہو رہا ہے۔

رابطۂ ادب کے بلند مقصد کو اسلام جیسا آفاقی مذہب ہی بنیاد فراہم کر سکتا ہے جس نے بتان نسل و رنگ و قومیت کو توڑ کر عالم انسانیت کو درس توحید دیا ہے اس پیغام کا عملی نمونہ سرور کائنات فخر موجودات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دنیا کے سامنے اس انداز سے پیش کیا کہ دنیا کی بڑی سے بڑی شخصیت بھی تاریخ عالم میں اس کی ادنیٰ سی مثال بھی پیش نہ کر سکی اور نہ کر سکتی ہے۔ اس لئے رابطۂ ادب اسلامی کا نعتیہ ادب پر مذاکرۂ علمی کا انعقاد کرنا ایک انتہائی دانشمندانہ اور قابل تحسین اقدام ہے اور اس کے لئے شہر اورنگ آباد کا انتخاب کرنا اور جامعہ اسلامیہ کاشف العلوم کو میزبانی کا شرف بخشنا اس شہر کی توقیر اور جامعہ کے ایک اہم مقصد کی تکمیل بھی ہے میں ایک بار ان تمام شرکاء مذاکرہ کا خیر مقدم اور دلی شکریہ ادا کرتا ہوں جو آج کے مذاکرۂ علمی میں اپنے پر مغز اور بصیرت افروز مقالے پیش کر کے اس عظیم ترین ہستی کے حضور میں نذرانۂ عقیدت پیش کریں گے جن کے بارے میں جان محمد قدسی نے کہا تھا ؎

بر در فیض تو استادہ بصد عجز و نیاز
رومی و طوسی و ہندی، یمنی و حلبی

کوئی انسانی عمل نقص اور کوتاہی سے خالی نہیں اپنے مہمانوں سے توقع ہے اگر خدمت میں کچھ کوتاہی اور کمی رہ جائے اور یقیناً رہیگی تو از راہ عنایت معاف فرمائیں گے۔

والسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

غلام محمد پانٹی
مالک بیالکو روڈ لائنس (صدر استقبالیہ کمیٹی)

اناللہ وانا الیہ راجعون

تعمیر حیات پریس جا رہا تھا کہ مشہور عالم دین، محقق اور تذکرہ نگار جناب مولانا مفتی نسیم احمد صاحب فریدی کے حادثۂ انتقال کی خبر ملی، اناللہ وانا الیہ راجعون۔ مولانا کا انتقال علم و تحقیق اور تذکرہ نگاری کی دنیا میں بہت بڑا خلا ہے۔ مولانا منکسر المزاج صوفی المسلک خوش اوقات اور متواضع بزرگ تھے۔ وہ ندوۃ العلماء کے رکن انتظامی بھی تھے، ترجمہ و تحقیق کے میدان میں ان کا وقیع کام ہے جو متعدد کتابوں کی صورت میں شائقین علم و تاریخ کے لئے اچھا سرمایہ ہے۔ خبر ملتے ہی دار العلوم ندوۃ العلماء میں بعد نماز مغرب تعزیتی جلسہ ہوا جس میں حضرت مولانا سید ابو الحسن علی ندوی مدظلہ نے تقریر فرمائی اور اپنے تاثرات کا اظہار فرمایا جلسہ میں مولانا محمد برہان الدین نے تقریر فرمائی جلسہ میں مولانا مرحوم کے حقیقی بھانجے اور مشہور مصنف پروفیسر خلیق احمد نظامی بھی موجود تھے دعائے مغفرت اور ایصال ثواب بھی کیا گیا۔ تمام قارئین کرام سے مولانا مرحوم کے لئے دعائے مغفرت اور ایصال ثواب کی درخواست ہے

کلچر کے نام پر مذہبی دیومالا کی تبلیغ نامناسب

دینی تعلیمی کونسل میں حضرت مولانا سید ابو الحسن علی ندوی کی تقریر

ملک کی موجودہ فضا میں کلچر کے نام پر مذہبی دیومالا کی جس طرح تبلیغ ہو رہی ہے۔ اس نے صورتحال کو بیحد خراب کر دیا ہے۔ اور یہ بات زیادہ افسوسناک ہے کہ سب کچھ حکومت کی سرپرستی میں اور سرکاری ذرائع ابلاغ کے تحت ہو رہا ہے۔

دینی تعلیمی کونسل کی مجلس عاملہ اور اور عام ارکان کی مشترکہ میٹنگ میں حضرت مولانا سید ابو الحسن علی ندوی نے اپنی صدارتی تقریر میں مذکورہ بالا خیالات کا اظہار کیا:

مولانا نے اس امر پر زور دیتے ہوئے کہا کہ وزیر اعظم، وزیر داخلہ، وزیر تعلیم اور مرکزی اقلیتی کمیشن کے چیرمین سے مل کر ان کے سامنے وضاحت کے ساتھ حالات کی نشاندہی کرنی چاہئے۔ مولانا نے کہا کہ میں خود اس وفد میں چلنے کے لئے تیار ہوں۔ دستور ہند نے اس ملک کو سیکولر قرار دیا ہے اور ذمہ داران حکومت نے ہمیشہ اس کی تشہیر کی ہے لیکن طرز عمل اس کے برعکس ہے۔ اور اب ضرورت ہے کہ بہت وضاحت کے ساتھ حکومت سے یہ سوال کیا جائے کہ وہ اس ملک کو سیکولر رکھنا چاہتی ہے یا نہیں۔ میں محسوس کر رہا ہوں کہ اس ملک میں بہت خاموشی کے ساتھ ارتداد کی مہم چلائی جا رہی ہے اور اس سلسلے کی ساری کوششوں کو کلچر کا نام دے کر اس کا جواز پیش کیا جاتا ہے۔ ملت اسلامیہ کے لئے اس کا جواز ناقابل قبول ہے۔ اگر کوئی کلچر ہمارے اسلامی عقائد اور بنیادی دینی رجحان سے براہ راست متصادم ہو تو وہ کسی صورت میں بھی نہ صرف یہ کہ ہمارے لئے ناقابل قبول نہیں ہے بلکہ بعض وقت اس پر خاموشی جرم ہو جاتی ہے اور اس سے انکار و اغماض ایک دینی گناہ ہو جاتا ہے۔

مولانا نے کہا کہ ملت اسلامیہ حالات میں ایک دوراہے پر آ گئی ہے۔ اسے ادنیٰ توقف کے بغیر یہ طے کرنا ہے کہ وہ اس ملک میں ملت ابراہیمی کی حیثیت سے اپنے دینی تشخصات کے ساتھ زندہ رہے گی یا اس کا وجود بے دینی کے سیلاب کی نذر ہو جائے گا۔

مولانا نے کہا کہ میں بہت صفائی کے ساتھ عرض کرنا چاہتا ہوں اگر مسلمانوں نے صحیح صورتحال کا اندازہ نہیں کیا اور اس کے مقابلہ کے لئے خود کو تیار نہیں کیا مسلمان قوم و ملت کی حیثیت سے اپنا وجود کھو بیٹھیں گے حکومت کی سطح پر جو کچھ ہو رہا ہے اس کے مقابلہ میں خود تو مسلمانوں کی غفلت شعاری اور معاملات و مسائل سے عدم دلچسپی اور ان کی بے نیازی بلکہ بے حسی زیادہ خطرناک اور عبرتناک ہے۔

مولانا نے پورے صوبہ سے آئے ہوئے ارکان کونسل کے سامنے بہت جذباتی انداز میں اس کیفیت کا اظہار کیا اپنی انتہائی ذہنی تکلیف کے ساتھ مولانا نے مسلمان گھروں کے غیر اسلامی ماحول کا ذکر کیا اور موجودہ دور میں اس کے اثرات اور مستقبل میں اس کے نتائج سے آگاہ کرتے ہوئے کہا حضرت یعقوبؑ نے پیغمبر ہونے کے باوجود اس دنیا سے رخصت ہوتے وقت یہ اطمینان کرنا چاہا تھا کہ ان کے بعد ان کے گھر والے خدائے واحد ہی کی عبادت کریں گے۔ یہ نبی کی خشیت کا مظاہرہ تھا۔ آج ضرورت یہی ہے کہ ہر مسلمان اپنے گھر کا جائزہ لے اور اس کا اہتمام و انتظام کرے کہ اس کے بچے بھی آئندہ دین و ایمان کے ساتھ زندگی گذاریں گے اور ان کے اندر بھی دینی حمیت اور ملی غیرت باقی رہے گی۔

مولانا نے کہا کہ ملت میں یہ احساس پیدا ہونا چاہیے کہ اس کے عائلی قوانین اور اس کا پرسنل لا محفوظ رہے۔ شرعی احکامات زندگیوں میں مشعل راہ بنے رہیں اور ان کی حفاظت کا جذبہ ہر چیز پر مقدم ہو۔

مولانا اپنے مخصوص طرز فکر اور سچے محب وطن کی حیثیت سے اس ضرورت کا بھی اظہار کیا اور اس کی اہمیت واضح کی۔ کہ اس ملک میں ایسی فضا بنانے کی ہمہ گیر کوشش ہونی چاہئے جس میں خوشگواری کے ساتھ مسلمان اپنے ملی کام انجام دے سکیں۔ مولانا نے پیام انسانیت کی تحریک کا ذکر کرتے ہوئے کہا کہ مسلمانوں کی طرف سے دوسری قوموں کو قریب کرنے اور انکے ذہنوں کو صاف کرنے کی کوشش فرض ہے۔ انہیں اپنا طرز عمل ایسا بنانا چاہئے کہ دوسروں کی نگاہوں میں اس کی اہمیت ظاہر ہو اور وہ ہماری ضرورت کو محسوس کرنے لگیں۔

مولانا نے کہا کہ جس سرزمین کو ہمارے بزرگان دین نے اپنی مخلصانہ جدوجہد اپنی دعائے نیم شبی اور اپنے آنسوؤں سے سیراب کیا تھا جس کے نتیجے میں دین و ایمان کا قلعہ محفوظ رہا تھا اس کی ذمہ داری اب ہمارے سروں پر آ گئی ہے۔ اگر ہماری غفلت سے اسے نقصان پہونچا تو قیامت کے روز اللہ کے سامنے ہم اس کے لئے جوابدہ ہوں گے۔

دینی تعلیمی تحریک کو اضلاع میں زیادہ منظم اور مستحکم کرنے کے لئے جنرل سکریٹری ریاض الدین احمد نے اپنی رپورٹ میں مختلف تجاویز پیش کیں اور ان تمام خطرات اور امکانات کی نشاندہی کی جو تعلیم کی راہ سے پیش آ رہے ہیں یا مستقبل میں آ سکتے ہیں۔

سکریٹری کونسل ڈاکٹر محمد اشتیاق حسین قریشی نے اپنے ایک جائزہ میں دینی تعلیمی کونسل کی خدمات اور سرگرمیوں کا اظہار کیا۔

ایک تجویز کے ذریعہ ارکان کونسل سے درخواست کی گئی ہے کہ وہ اپنے اپنے ضلع میں تحریک کو جاندار بنائیں۔ یہ بھی طے ہوا کہ دینی مدارس کے ذمہ داران کا ایک خصوصی اجتماع بلایا جائے، اور ان سے اس مسئلہ کی اہمیت کے پیش نظر درخواست کی جائے کہ وہ کونسل کے نظام کے تحت چلنے والی اس ابتدائی دینی پرائمری تعلیمی تحریک کو اپنے اثرات سے تقویت پہونچائیں۔

یہ بھی طے ہوا کہ جلد ہی مجلس عاملہ کا دو روزہ جلسہ کیا جائے جس میں مسائل کا بھرپور جائزہ لے کر پیش رفت کا اندازہ کیا جائے۔ محکمۂ تعلیم کے واضح سرکلر کے باوجود مکاتب کے بچوں کو درجہ چھ میں داخلہ دینے کے سلسلے میں سرکاری اسکولوں کے ذمہ داران جو دقتیں پیدا کرتے ہیں ان پر غور کر کے طے ہوا کہ ایک میمورنڈم وزیر اعلیٰ اور وزیر تعلیم کی خدمت میں پیش کیا جائے۔ نئی تعلیمی پالیسی میں سہ لسانی فارمولا میں اردو کو جس طرح ختم کیا گیا ہے، اس پر شدید احتجاج کیا گیا اور طے ہوا کہ حکومتی سطح پر اس مسئلہ کو اٹھایا جائے اور لسانی کمشنر سے مل کر اس مسئلہ پر بات کی جائے۔

آخر میں ایک تجویز کے ذریعہ مسلمانوں سے اپیل کی گئی کہ وہ حالات کی خرابی کے باوجود اپنے بچوں کی ابتدائی دینی تعلیم کا بندوبست بہ زبان اردو اپنے طور پر کریں اور اس کو ملی فریضہ سمجھ کر انجام دیں، اگر انھوں نے ایسا نہیں کیا، اور صرف حالات کا شکوہ کرتے رہے تو نقصان کے سوا کچھ ہاتھ نہیں آئیگا۔ اور ملت کا وجود مادیت کے سیلاب میں گم ہو جائے گا۔

مولانا مدظلہ کی دعا پر جلسہ کا اختتام ہوا۔

گذارش

خط و کتابت نیز منی آرڈر کرتے وقت اپنا خریداری نمبر کا حوالہ دینا نہ بھولیں۔ خریداری نمبر یاد نہ ہونے کی صورت میں کم سے کم جس نام سے آپ کا رسالہ جاری ہے اس کی وضاحت فرما فرمائیں۔ چیک کے رقم نہ روانہ کریں صرف ڈرافٹ سے روانہ کریں اور اسی نام سے بنائیں۔

سکریٹری مجلس صحافت و نشریات لکھنؤ دفتر تعمیر حیات کے پتہ پر روانہ کریں

احمد مختار کی باتیں کریں

تاج الدین اشعر

رات دن اس ذاتِ پرانوار کی باتیں کریں
مصطفیٰ کی سیرت و کردار کی باتیں کریں

اس حبیبِ کبریا کے پیار کی باتیں کریں
آؤ لوگو! احمد مختار کی باتیں کریں

اس کے کردارِ حسیں کی سامنے رکھیں مثال
اس کی گل افشانیٔ گفتار کی باتیں کریں

آج اس کے حسن عالمتاب کا چرچا چلے
آج اس کے عشق افسوں کار کی باتیں کریں

آئیں جب مستی میں اس کے نام کا نعرہ لگے
ہوش میں جب ہوں تو اسکے پیار کی باتیں کریں

موجِ آبِ کوثر و تسنیم سے کرکے وضو
میکشو! اس ساقیٔ دلدار کی باتیں کریں

بادِ گلشن سے کریں اس غنچۂ لب کا بیان
بلبلوں سے اس گلِ رخسار کی باتیں کریں

یوں بسر ہوں روز و شب اسطرح گذریں صبح و شام
روئے رنگیں، گیسوئے خمدار کی باتیں کریں

جس قدر بھی کھو سکیں کھو جائیں اسکی یاد میں
جس قدر بھی کر سکیں اس یار کی باتیں کریں

باغِ عالم کی نگہبانی ہوئی جس کے سپرد
رات بھر اس نرگسِ بیدار کی باتیں کریں

طائرِ سدرہ بھی جسکی قمریوں میں ہو شمار
باغ میں اس سروِ خوش رفتار کی باتیں کریں

حسنِ یوسف بھی تو خود اسکے خریداروں میں ہے
پھر بھلا کیا مصر کے بازار کی باتیں کریں

چاند اک آئینہ حیراں ہے جس کے حسن کا
چاند سے اس حسن کے معیار کی باتیں کریں

حسن والے عشق کی خیرہ سری کی داد دیں
عشق والے حسن کی سرکار کی باتیں کریں

رحمۃ للعالمین، سلطانِ دیں، نورِ مبیں
ہادیٔ کل احمد مختار کی باتیں کریں

نورِ حق، انسانِ کامل، محسنِ انسانیت
سرورِ عالم، شہِ ابرار کی باتیں کریں

باعثِ کون و مکاں، روحِ روانِ کن فکاں
انس و جاں کے سید و سردار کی باتیں کریں

افتخارِ نسلِ آدم۔ خاتم پیغمبراں
انبیاء کے قافلہ سالار کی باتیں کریں

ہے نظامِ حسن جس کے گرد مصروفِ طواف
حسن کے اس نقطۂ پرکار کی باتیں کریں

دم بدم اس آمنہ کے لال پر بھیجیں درود
پے بہ پے اس رحمتِ غفار کی باتیں کریں

وہ مدینہ، شہرِ خوباں، مرکزِ نور و جمال
اس کے اک اک کوچہ و بازار کی باتیں کریں

گنبدِ خضرا کے بام و در کا چھیڑیں تذکرہ
ان کی مسجد کے در و دیوار کی باتیں کریں

جسکو ہفت افلاک بھی کرتے ہیں جھک جھک کر سلام
اس بلند و دلکشا مینار کی باتیں کریں

شاہِ خوباں ہی کے ذکرِ پاک پر کیوں اکتفا؟
ساتھ ہی کچھ کیوں نہ اس دربار کی باتیں کریں

دل مچلتا ہے کہ اب با صد وقار و احترام
حضرت صدیق خوش اطوار کی باتیں کریں

پیکرِ صدق و صفا تصویرِ اخلاص و وفا
اس سراپا جذبۂ ایثار کی باتیں کریں

کھول کر قرآن روداد شبِ ہجرت پڑھیں
بامراحت "اذھما فی الغار" کی باتیں کریں

حضرتِ فاروقِ اعظم، وہ معینِ دینِ پاک
دستِ حق کی تیغ جوہر دار کی باتیں کریں

شرم و غیرت کے دھنی یعنی وہ عثمانِ غنی
صبر و ضبط و حلم کے شہکار کی باتیں کریں

وہ علی مرتضےٰ، شیرِ خدا، خیبر شکن
بابِ علم و مصدرِ اسرار کی باتیں کریں

برملا آؤ کریں مداحیٔ اصحاب پاک
اہل بیت و عقیدت اطہار کی باتیں کریں

مدارس عربیہ اسکولوں اور کالجوں کے طلبہ کے لئے

تقریر کیسے کریں

حصہ پنجم

جس میں

تالیف: مولانا محمد کاظم ندوی

سرسید احمد خاں مرحوم، مولانا عبدالماجد دریابادی، مولانا ابوالکلام آزاد، مولانا ابوالاعلیٰ مودودی، مولانا محمد یوسف المعروف حضرت جی، مولانا عبدالسلام بستوی۔ مولانا شاہ اسماعیل شہید دہلوی، مولانا عبدالشکور لکھنوی اور مولانا محمد علی جوہر مرحوم کی شاہکار تقریریں شامل کی گئی ہیں۔ —— قیمت۔ دس روپے

قیمت حصہ اول	دوم	سوم	چہارم	پنجم
۵/=	۷/=	۹/=	۹/=	۱۰/=

نوٹ: اپنے کسی قریبی کتب فروش سے حاصل کریں یا براہ راست ہمیں لکھیں۔

— ناشر —

مکتبہ اسلام، گوئن روڈ، لکھنؤ ۲۲۶۰۱۸

گذارش

خط و کتابت نیز منی آرڈر کرتے وقت اپنے خریداری نمبر کا حوالہ دینا نہ بھولیں خریداری نمبر یاد نہ ہونے کی صورت میں کم سے کم جس نام سے آپ کا رسالہ جاری ہے اس کی وضاحت ضرور فرمائیں۔ منی آرڈر کوپن پر صاف صاف خوشخط پتہ لکھیں اگر جدید خریدار ہوں تو اس کی صراحت ضرور کر دیں جواب طلب امور کے لئے جوابی خطوط ارسال کریں۔ شکریہ۔ منیجر

سوال و جواب

— محمد طارق ندوی

سوال — کسی نے ایک مجلس میں سو طلاقیں دیں تو ایک پڑے گی یا تین؟

جواب — ایک مجلس میں سو طلاقیں دینے کی صورت میں تین طلاق کا وقوع ہو جائے گا۔

سوال — بالغ لڑکیوں کو مسجد میں دینی تعلیم دینا شرعاً درست ہے یا نہیں؟

جواب — بالغ لڑکیاں اگر پاک ہیں تو ان کو مسجد میں پردے کا خیال رکھتے ہوئے دینی تعلیم دی جا سکتی ہے۔

سوال — طلاق مکرہ (یعنی زبردستی طلاق لینا) جائز ہے یا نہیں؟

جواب — مکرہ کی طلاق فقہ حنفی کے مطابق واقع ہو جائے گی۔

سوال — کیا سترہ سے نمازی کو کچھ دائیں یا بائیں ہٹ کر کھڑا ہونا چاہیے؟

جواب — ہاں یہ مستحب ہے کہ نمازی سترہ سے تھوڑا دائیں یا بائیں ہٹ کر کھڑا ہو بالکل کے سامنے نہ ہو۔

سوال — جنازے کے آگے چل سکتے ہیں یا نہیں؟

جواب — جنازے کے آگے چلنا جائز ہے مگر افضل یہ ہے کہ جنازے کے آگے نہ چلے بلکہ پیچھے چلے۔

سوال — کوئی شخص نفل حج عذر ہونے پر دوسرے سے کرا سکتا ہے یا نہیں؟

جواب — نفل حج کے لئے عذر شرط نہیں بلکہ بلا عذر بھی نفل حج دوسرے سے کرا سکتا ہے۔

سوال — کوئی شخص تصویر والے پوسٹ کارڈ جیب میں رکھکر نماز پڑھ سکتا ہے یا نہیں؟

جواب — ضرورتاً ایسے پوسٹ کارڈ جیب میں رکھ کر نماز میں کوئی خرابی نہیں آتی۔

سوال — جمعہ کی اذان ثانی کے علاوہ مسجد کے اندر کھڑے ہو کر لاؤڈ اسپیکر پر اذان کہنے کا کیا حکم ہے؟ اذان مسجد کے اندر سے دینا بہتر ہے یا باہر سے؟

جواب — اذان کا مقصد ان مخصوص کلمات کے ذریعہ سے لوگوں کو نماز کے لئے بلانا ہے۔ اس لئے زمانہ نبوت سے یہ طریقہ رہا ہے کہ مسجد کے باہر اونچی جگہ سے اذان کہی جاتی رہی ہے۔ لیکن اب لاؤڈ اسپیکر سے وہ مقصد بہر حال میں حاصل ہو جائیگا۔ اسلئے مسجد کے اندر یا مسجد کے باہر کسی جگہ سے لاؤڈ اسپیکر پر اذان کہی جا سکتی ہے لیکن بہتر یہی ہے کہ اذان مسجد کے باہر سے دی جائے۔

سوال — دونوں میاں بیوی (خلع کے ذریعہ) جدا ہو گئے، چند مہینوں کے بعد یہی دونوں (میاں بیوی) آپس میں شادی کرنا چاہتے ہیں، کیا بیوی کے لئے حلالہ کرنا ضروری ہے؟ یا وہ اپنے سابق شوہر سے عدت کی مدت گذار کر شادی کر سکتی ہے؟

جواب — اگر خلع کی صورت میں یہ جدائی ہوئی ہے (اور اس سے پہلے طلاق نہیں دی تھی) تو وہ باہم شادی کر سکتے ہیں حلالہ کی ضرورت نہیں ہے اور عدت کے اندر بھی اپنے اسی شوہر سے شادی درست ہوگی۔

سوال — فجر کی نماز میں دو رکعت سنت نماز پڑھ کر جماعت میں شامل ہونے کی صورت جماعت فوت ہو جائے گی تو کیا ایسی صورت میں سنت چھوڑ کر فرض جماعت سے پڑھیں اور بعد میں سورج طلوع ہونے کے بعد سنت کی قضا کریں یا سنت پڑھ کر جماعت میں شریک ہو جائیں؟

جواب — اگر نمازی کو امید ہے کہ سنت پڑھنے کے بعد ایک رکعت امام کے ساتھ مل جائے گی تو سنت پڑھ لے اس کے بعد جماعت میں شریک ہو جائے ورنہ جماعت میں شریک ہو جائے اور سورج نکلنے کے بعد سنت پڑھے۔

سوال — کیا اس نابالغ بچہ کو جس کا باپ مالدار نہ ہو لیکن ماں مالدار ہو زکوٰۃ دی جا سکتی ہے؟

جواب — ہاں اگر چھوٹے بچہ کا باپ مالدار نہیں لیکن ماں مالدار ہے تو اس بچہ کو زکوٰۃ دینا درست ہے۔

دورۂ وفد اراکین انجمن تعلیمات دین ضلع رائے بریلی

بسلسلۂ آمد

مولانا سید محمد رابع صاحب ندوی

رکن صوبائی دینی تعلیمی کونسل (یوپی)

ضلع رائے بریلی میں انجمن تعلیمات دین کی تحریک کو فروغ دینے کے لئے صوبائی دینی تعلیمی کونسل یوپی کی جانب سے مولانا سید محمد رابع صاحب ندوی مدظلہ العالی کا دو روزہ دورہ ۲۹ و ۳۰ ستمبر طے کیا گیا۔ اس کے بموجب انجمن تعلیمات دین ضلع رائے بریلی نے حلقہ راجہ فتحپور میں پروگرام طے کیا چنانچہ بروز جمعرات ۲۹ ستمبر ۱۹۸۸ء ایک وفد جس میں نائب صدر مولانا عبدالباری صاحب مہتمم مدرسہ فلاح المسلمین۔ خازن جناب محمد شرافت خاں صاحب مہتمم مدرسہ ضیاء العلوم، سکریٹری محمد عثمان، جناب ڈاکٹر صبیب صاحب رکن دینی تعلیمی کونسل، جناب مولانا محمد نذیر صاحب جناب مولوی اعجاز احمد ندوی جناب حافظ محمد شفیع صاحب اور ماسٹر ایوب صاحب شامل تھے۔ راجا فتحپور پہونچا۔ راجا فتحپور میں جناب ڈاکٹر مصطفےٰ خاں صاحب اور دیگر حضرات کے تعاون سے ایک شاندار دینی جلسہ ہوا جس میں مقررین نے دینی تعلیم کی اہمیت ضرورت اور اشاعت پر بالتفصیل روشنی ڈالی۔

۳۰ ستمبر رستہ مئو کی بڑی مسجد میں صبح آٹھ بجے جلسہ کا اہتمام کیا گیا۔ مولانا سید محمد رابع صاحب ندوی نے دینی تعلیم کی اہمیت ضرورت اور قیام مکاتب پر فکرانگیز تقریر کی۔ اہل رستہ مئو نے بڑی سنجیدگی اور دلجمعی کے ساتھ تقریر سنی اور دینی تعلیم کے فروغ اور اشاعت و قیام مکاتب کا عزم کیا آخر میں حضرت کی دعا پر جلسہ کا اختتام ہوا۔

۳۰ ستمبر دس بجے اُتھا گاؤں وفد گیا جہاں پر اس کا استقبال گاؤں کے پردھان و دیگر حضرات نے کیا۔ گاؤں کے قدیم مکتب میں جلسہ کا انعقاد ہوا۔ مولانا سید محمد رابع صاحب نے گفتگو فرمائی اور مشورہ دیا کہ گاؤں کے پردھان ریحان خاں صاحب، مولانا عبدالباری صاحب اور جناب محمد شرافت صاحب، ۱۲ر اکتوبر کو آپسی صلاح و مشورہ کے بعد مکتب کو علاقہ کے مرکزی مدرسہ کی شکل میں دینے کی کوشش کریں۔ اہل علاقہ نے بھرپور تعاون دینے کا وعدہ کیا۔ آخر میں حضرت مولانا نے دعا فرمائی۔

۳۰ ستمبر بعد نماز جمعہ راجا فتحپور کی بڑی مسجد میں ایک عظیم الشان جلسہ ہوا۔ مولانا اعجاز صاحب ندوی۔ و اسد اللہ صاحب نے تقریریں کیں۔ آخر میں مولانا سید محمد رابع صاحب ندوی نے دینی تعلیم کی اہمیت ضرورت اور اشاعت پر خاص زور دیا۔ اور اسی کو فلاح و نجات کا ذریعہ بتایا۔ شرکاء جلسہ کے مشورہ سے حلقہ راجا فتحپور کے ذمہ داروں کا انتخاب عمل میں آیا جو کہ درج ذیل ہے۔

آرگنائزر: جناب ڈاکٹر عبدالصمد صاحب
صدر: جناب ڈاکٹر انور صاحب
سکریٹری: جناب حاجی عبدالعزیز صاحب
خازن: جناب عبدالرؤف صاحب
ممبران: (۱) جناب زبیر احمد صاحب راجا فتحپور (۲) جناب سرور خاں صاحب راجا فتحپور (۳) وجہ القمر صاحب (۴) جناب حکیم محمد وسیم خاں صاحب (۵) جناب اشتیاق صاحب رستہ مئو (۶) جناب ڈاکٹر اصطفیٰ خاں صاحب راجا فتحپور (۷) جناب مولانا الیاس صاحب ندوی حضرت مولانا سید محمد رابع صاحب ندوی کی دعا پر جلسہ کا اختتام ہوا۔

ساڑھے ۵ بجے رستہ مئو میں ایک مدرسہ کا سنگ بنیاد مولانا کے ہاتھوں رکھا گیا

ڈاکٹر محمد عثمان
سکریٹری انجمن تعلیمات دین
ضلع رائے بریلی۔

مطالعہ کی میز پر

شمس الحق ندوی

سیرت شیخ الاسلام

سائز۔ ۲۲ × ۱۸

مرتب۔ مولانا نجم الدین اصلاحی
صفحات ۔۔ ۳۶۰ ۔ قیمت ۔ ۳۵ روپئے
طابع و ناشر مکتبہ دینیہ ۔۔۔ دیوبند

کتاب شیخ الاسلام حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ کے حالات زندگی خصوصی اوصاف وکمالات، خدمات تواضع وخاکساری کے ایسے واقعات پر مشتمل ہے کہ یقین کرنا مشکل اس کے لئے جو حضرت مدنی کی بلند مقامی سے واقف نہ ہو، وہ کبھی جنگ آزادی کے سیاسی اسٹیج پر نظر آتے ہیں کبھی دارالعلوم دیوبند کے دارالحدیث میں درس حدیث دیتے دکھائی دیتے ہیں اور اس سے قبل حجاز مقدس سے قید کرکے مالٹا بھیجے جاتے ہیں اور وہاں قید وبند کے چار سال گذارتے ہیں وہ جہاں بھی ہوتے ہیں جس حال میں بھی ہوتے ہیں اپنے مالک حقیقی کے ذکر ویاد سے غافل نہیں ہوتے ان کے ہر عمل اور ہر ادا میں رضائے الٰہی کی طلب ہی نظر آتی ہے جس کو مجملاً لفظ اخلاص سے ادا کیا جاتا ہے بقول حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندوی " ان کی زندگی کا سب سے بڑا وصف اخلاص اور للٰہیت ہے" مزید فرماتے ہیں "مولانا کی بڑائی کا بڑا راز یہ ہے کہ وہ سرتاپا اخلاص تھے اور اپنے ہر کام میں اور ہر وقت مخلص تھے

ان سب باتوں کی تصدیق کتاب میں ۳۶۰ صفحات پر پھیلے ہوئے واقعات سے ہوگی۔

اور صرف تصدیق نہ ہوگی بلکہ قلب کو غذا، ایمان کو حرارت اور اپنے کاموں میں وہ روح پیدا کرنے کے لئے جو خدا کو مطلوب وپسندیدہ ہے روشن و تابناک عملی نمونے ملیں گے۔ جو قاری کے دل کو قائل ہی نہیں بلکہ گھائل بھی کریں گے۔

اس کا ایک نمونہ ۲۵ ستمبر کے شمارہ میں ہمارے قارئین کی نظر سے گذر چکا ہے دوسرا پیرا صفحہ ۳۲۹ و صفحہ ۳۳۰ پہلا پیرا نقل کیا جاسکتا۔

دو ہفتہ دمشق میں۔

قاضی محمد فاروق ندوی کا سفرنامہ ہے۔ قاضی صاحب بغرض تعلیم کئی سال وہاں رہ چکے ہیں آنے کے گیارہ سال بعد پھر دمشق جانا ہوا تو پچھلی یادوں کے نقوش کا ذہن ودماغ میں ابھر آنا فطری بات تھی۔ دوست واحباب سے ملاقاتیں اور دعوتیں ہیں جنکا قاضی صاحب نے اپنے اسلوب وانداز میں تذکرہ کیا ہے شام کی خصوصیات موجودہ سیاسی حالات میں اس کے لئے خطرات کچھ تاریخی عمارتوں کی سیر اور تذکرے کتاب میں آگئے ہیں۔ جس سے مطالعہ کرنے والا محظوظ ومستفید ہوگا۔

البتہ زبان وبیان پر علاقہ کے اثرات غالب ہیں۔

ماہنامہ دعوت انسانیت

یہ رسالہ مولانا محمد حنیف صاحب ملی کی زیر سرپرستی نکلتا ہے مولانا چونکہ ایک مخلص داعی ہیں اور صاحب علم مصلح شخصیت کے مالک ہیں اسلئے یہ رسالہ مثبت وتعمیری مضامین پیش کرتا ہے جسمیں امت مسلمہ کے صلاح واصلاح کے موضوع پر مقالات پیش کئے جاتے ہیں اسلام اور مسلمانوں کے خلاف اٹھنے والے فتنوں سے بھی باخبر کرنے کی کوشش کی جاتی ہے جسکی اسوقت مسلمانوں کو شدید ضرورت ہے، مولانا کا ذہن چونکہ تعمیری ہے اسلئے کسی کے بے جا تنقیص وتنقید سے احتراز کیا جاتا ہے جماعتی وگروہی عصبیت سے رسالہ کا دامن داغدار نہیں ہونے پاتا اسوقت اسی طرح کے رسالوں کے اجرا اور نشر واشاعت کی ضرورت ہے کہ جس سے امت کا شعور بیدار ہو اور وہ اپنے نقائص کو دور کرکے نیکی فکر کرے اور اپنی آئندہ نسلوں کی تعلیم وتربیت کے لئے فضا بنانے اسکے وسائل وذرائع مہیا کرے۔

ٹی وی کی شرعی حیثیت

مفتی منظہر الدین قاسمی

۳۲ صفحات پر مشتمل اس رسالہ میں مختلف دلائل کی روشنی میں یہ ثابت کیا گیا ہے کہ ٹی وی دیکھنا اور رکھنا حرام ہے۔

مدرسہ فلاح المسلمین

امین نگر، رائے بریلی

دارالعلوم ندوۃ العلماء کی شاخ مدرسہ فلاح المسلمین جو دارالعلوم کی سب سے پہلی شاخ ہے اور ۲۳، ۲۴ سال قبل لکھنؤ کے مشرق میں تقریباً سو کیلومیٹر کے فاصلہ پر ایک خام اور رہائشی مکان اور پھوس کے چھپر تلے قائم ہوئی تھی۔ اب خدا کے فضل سے ایک شاندار وسیع مسجد، پندرہ سے زائد کمروں اور حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا صاحبؒ کے نام پر "زکریا ہال" سے موسوم ایک بڑے ہال، سلیقہ کے مہمان خانہ اور کئی اسٹاف کوارٹرس پر مشتمل ایک وسیع مدرسہ کی شکل اختیار کرلیا ہے۔ تقریباً دو سو طلبہ کے قیام وطعام کا نظم ہے۔ طلبہ کی علمی سرگرمیوں میں وہ تمام چیزیں شامل ہیں جو دارالعلوم ندوۃ العلماء میں طلبہ کے لئے ضروری ہیں۔

۲۲ صفر ۱۴۰۹ھ طلبہ کی النادی العربی (یعنی عربی میں تقریر ومقالہ نگاری) کے ماہانہ جلسہ میں شرکت کا موقع ملا، طلبہ نے جس ذوق وشوق اور اپنے اساتذہ کی صحیح تربیت وتوجہ کا ثبوت پیش کیا، باعث مسرت ہے۔

اس مدرسہ کے ناظم اول حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندوی مدظلہ العالی کے بڑے بھانجے مولانا محمد ثانی مرحوم تھے ان کے نام سے یہاں بزم ثانی ایسے ہی قائم ہے، جیسے دارالعلوم میں بزم سلیمانی، رات میں اس کا بھی جلسہ تھا۔ اور موضوع "مولانا محمد ثانی" تھا۔ طلبہ نے اچھی صلاحیت کا مظاہرہ کیا اور اندازہ ہوا کہ شہر کے ہنگاموں سے دور گاؤں کی پرسکون وخاموش فضا میں تعلیم وتربیت کا کام زیادہ آسان ہے، اس لئے یہ شاخیں زیادہ قابل توجہ ہیں۔ اس وقت اس مدرسہ کے ناظم مولانا محمد ثانی صاحب کے برادر خورد مولانا سید محمد واضح رشید ندوی، "استاذ ادب دارالعلوم ندوۃ العلماء" ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا شکر ہے مدرسہ موصوف کی زیر نگرانی برابر ترقی کر رہا ہے، سال میں متعدد بار حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندوی مدظلہ بھی وہاں تشریف لے جاتے ہیں اور اطراف وگرد ونواح کے سادہ کم پڑھے لکھے عوام کو استفادہ کا موقع ملتا ہے اس علاقہ میں دور دور تک کے عوام عرصہ سے اسی خاندان سے عقیدت رکھتے آئے ہیں۔ اور اب بھی منسلک ہیں مدرسہ میں کئی تعمیری کام اہل خیر حضرات کی اعانت کے منتظر ہیں۔

شمس الحق ندوی

غزل

قمر سنبھلی

سمجھ میں کچھ نہیں آتا ہر آنکھ تر کیوں ہے؟
کوئی بتائے کہ ہم رنگ شب سحر کیوں ہے؟
گذشتہ نسلوں کا واجب ہے خوں بہا شاید
ہمارا سر ہی یہ نیزے کی نوک پر کیوں ہے؟
اگر نظر میں نہیں تھا ہمارے گھر کے چراغ
سوال یہ ہے، ہواؤں کا رخ ادھر کیوں ہے؟
تمام شہر تھا کل تک پناہ میں جس کی
خود اپنے شہر میں وہ آج در بدر کیوں ہے؟
محبتوں کا چمن کھا گئی نظر کس کی
شجر شجر یہاں بے سایہ وثمر کیوں ہے؟
جھلس کے رہ گئے کیسے خلوص کے پودے
شرر اچھالتا موسم بہار پر کیوں ہے؟
دھواں فضاؤں میں ہر سو محیط ہے کیسا؟
ہر ایک لہجہ میں تلخی سی اے قمر! کیوں ہے؟

ندوہ کے شب و روز

:۔ سید راشد نسیم :۔

بانیٔ ندوۃ العلماء حضرت مولانا محمد علی مونگیریؒ اپنی دوربینی اور سلامتی فراست کے باوجود شاید اس منظر کا تصور نہیں کر پائے ہوں گے جو آج نظر آرہا ہے۔"

حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندوی مدظلہ العالی نے اس موقع پر فرمایا جبکہ ہندوستان کی اہم شخصیتیں "جمعیۃ الاصلاح" کے باہر لان پر یکجا تھیں یہ حضرات دارالعلوم کی مجلس انتظامی اور مسلم پرسنل لاء بورڈ کے اجلاس میں شرکت کی غرض سے دارالعلوم تشریف لائے تھے۔

دارالعلوم ندوۃ العلماء گذشتہ ایک صدی سے دعوت وتبلیغ کا مرکز، علم وادب کا گہوارہ اور تحقیق وتالیف کا مرکز بنا ہوا ہے گذشتہ دنوں دارالعلوم کی مجلس انتظامی کے ساتھ مسلم پرسنل لاء کا بھی جلسہ دارالعلوم ہی میں تھا۔ اہل ہندوستان کے چیدہ وسرکردہ علماء کی بڑی تعداد نے اس کو شرف میزبانی بخشا، جن میں قابل ذکر حضرت مولانا منت اللہ رحمانی صاحب (امیر شریعت بہار وجنرل سکریٹری مسلم پرسنل لاء بورڈ) حضرت مولانا سعید میاں مجددی (جانشین حضرت مولانا یعقوب بھوپالیؒ) مولانا عبدالکریم پاریکھ (ناگپور) مولانا محمد حمید الدین عاقل حسامی صاحب مہتمم دارالعلوم (حیدرآباد) مولانا محمد سالم صاحب قاسمی خلف الرشید حضرت مولانا قاری محمد طیب صاحبؒ۔ ۲۰ صفر المظفر بمطابق ۱۹ ستمبر کو نو بجے صبح سے دارالعلوم ندوہ کی مجلس انتظامی کا اجلاس شروع ہوا۔ اور تقریباً ۱۲½ بجے اختتام پذیر ہوا، شام کو بعد مغرب مسلم پرسنل لاء بورڈ کے ممبران کا جلسہ ہوا اسی دن عصر بعد مشہور تحقیقی وتصنیفی ادارہ مجلس تحقیقات ونشریات اسلام نے مہمانوں کے اعزاز میں عصرانہ ترتیب دیا، اس موقع پر مولانا محمد رابع صاحب ندوی نے تعارفی تقریر فرمائی، جس میں مجلس کے خدمات پر تبصرہ اور اس کے مقاصد کی توضیح کی، اس غیر رسمی نشست سے خطاب کرتے ہوئے ڈاکٹر اشتیاق حسین قریشی صاحب نے مجلس کی خدمات کو سراہا اور یہاں سے شائع شدہ کتابوں کا ترجمہ مختلف علاقائی زبانوں میں کرنے پر زور دیا۔

۲۰ ستمبر کو طلبہ دارالعلوم کی نمائندہ بزم جو علمی وثقافتی سرگرمیوں کا مرکز ہے۔ یعنی جمعیۃ الاصلاح کی جانب سے مہمانوں کے اعزاز میں عصرانے کا اہتمام کیا گیا، اس نشست کی کرسی صدارت کو حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندوی مدظلہ العالی نے زینت بخشی، اس موقع پر جمعیۃ الاصلاح کے ناظم آفتاب عالم صاحب ندوی نے الاصلاح کا تعارف اور اس کے مختلف شعبوں کی کارکردگی پر مختصر لیکن جامع انداز میں روشنی ڈالی۔ نیز انہوں نے مہمانوں کی آمد پر تمام طلبہ کی نمائندگی کرتے ہوئے مسرت وامتنان کے جذبات کا اظہار کیا، اور ان کا جمعیۃ الاصلاح میں خیر مقدم کیا، پھر مولانا محمد سالم قاسمی صاحب کو زحمت سخن دی گئی مولانا موصوف نے اپنے دلآویز اور علمی خطاب میں اختلاف مسالک اور جماعتی تعصب سے بالاتر ہوکر دعوتی سرگرمیوں پر توجہ مرکوز کرنے پر زور دیا، آپنے فرمایا کہ فقہی مسالک کے اختلافات کے موقع پر صرف مسالک کو ترجیح دی جاسکتی ہے، لیکن جب سے ان کی تبلیغ ہونے لگی امت میں انتشار وافتراق بڑھ گیا، اس جلسہ سے خطاب کرتے ہوئے حضرت مولانا منت اللہ رحمانی صاحب امیر شریعت بہار نے فرمایا کہ ندوۃ العلماء صرف مدرسہ نہیں بلکہ ایک تحریک ہے، اسکے بنیادی مقاصد میں سے ایک مسلمانوں کے باہمی نزاع کو دور کرنا بھی ہے، اور ندوۃ العلماء روز اول سے اس مقصد کے حصول کے لئے کوشاں ہے، اخیر میں حضرت مولانا مدظلہ العالی نے اپنے مختصر لیکن پر مغز صدارتی خطاب میں فرمایا کہ حضرت مولانا محمد علی مونگیریؒ اپنی دوربینی اور سلامتی فراست کے باوجود شاید اس منظر کا تصور نہیں کر پائے ہونگے، مغرب کے بعد جمعیۃ الاصلاح ہی کے زیر اہتمام ایک جلسہ منعقد کیا گیا، جس میں طلبہ سے خطاب کرنے کیلئے مولانا حمید الدین حسامی صاحب، عاقل نے امیر امارت ملت اسلامیہ وبانی ومہتمم دارالعلوم حیدرآباد نے اپنے خطاب میں فرمایا کہ دینی مدارس کے طلبہ کا مقام جس قدر بلند ہے اتنی ہی زیادہ ان کی ذمہ داریاں بھی ہیں، ان کی افادیت جماعت وادارے اور قوم وملک کے محدود دائرے سے نکل کر ساری انسانیت کے لئے عام ہونی چاہیئے، جبکہ انسانیت اپنی مادی ترقی کے باوجود اخلاقی زوال اور روحانی انحطاط کا شکار ہے، آپنے تحریک پیام انسانیت کو عام کرنے پر بھی توجہ مبذول کرائی مولانا عاقل صاحب کے موثر اور دلپذیر خطاب کے بعد مولانا عبدالکریم پاریکھ صاحب نے خطاب فرمایا، آپنے قرآنی آیات سے استدلال کرتے ہوئے علماء کی اولین ذمہ داری اصلاح امت کو قرار دیا، نیز غیر مسلموں کو اسلام سے روشناس کرانے کی ذمہ داری بھی علماء پر عاید ہوتی ہے قرآنی آیات سے مدلل تقریر میں مولانا نے امت مسلمہ میں شرک کے عناصر اور بدعات وخرافات کے جڑ پکڑنے کی واحد وجہ کتاب اللہ سے عدم اشتغال یا کم توجہی کو قرار دیا، اور قرآن مجید کو مساجد کے محرابوں اور مدارس کی چہار دیواریوں سے نکال کر ساری دنیا میں پھیلانے پر زور دیا، اخیر میں بزرگ ندوی فاضل وسابق پروفیسر حضرت مولانا ابوبکر حسنی ندوی صاحب نے چند کلمات ارشاد فرمائے اور تفصیلی خطاب کے وعدہ پر رخصت ہوئے۔ اگرچہ دارالعلوم کے وسطی ششماہی امتحان کا زمانہ قریب ہوچکا ہے اور طلبہ کی تعلیمی سرگرمیاں عروج پر پہونچ چکی ہے لیکن مولانا ابوبکر حسنی ندوی صاحب کو سننے کا اشتیاق کم نہیں ہوا، جس کی ۲۴ ستمبر کو ہوئی جبکہ مولانا محترم نے بعد مغرب سلیمانیہ ہال میں تفصیلی خطاب فرمایا، مولانا کی تقریر توجہ ودلچسپی کا مرکز بنی رہی، آپ نے اپنی تقریر میں طلبہ کو اپنے تعلیمی وتدریسی تجربات سے آگاہ کیا، نیز حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندوی مدظلہ العالی سے بچپن کی رفاقت کے واقعات کا اثر انگیز، پرکیف اور ظریفانہ انداز میں تذکرہ کیا عصری تعلیمی نظام کے انحطاط کا ذکر اپنے مشاہدات کی بنیاد پر کیا، مولانا موصوف کے انوکھے طرز بیان سے کبھی محفل قہقہوں سے گونجنے لگتی تھی اور کبھی سنجیدگی ومتانت کا جامہ پہن لیتی تھی۔

دنیا میں زمانے کو ثبات وقرار نہیں ہے، اور وقت اپنی رفتار ہمیشہ برقرار رکھتا ہے، چنانچہ دیکھتے ہی دیکھتے امتحان کا زمانہ قریب آپہونچا کہ طلبہ کی تمام سرگرمیاں مطالعہ ومذاکروں تک محدود ہوکر رہ گئی، مسجد مذاکروں سے آباد آباد ہوگی، اور طلباء کے بڑے حصے تک مطالعہ میں منہمک رہنے لگے، اسی اثناء میں استاذ گرامی مولانا سلمان ندوی صاحب کا خطاب طلبہ کے حق میں جلتے مسافر کے لئے کچھ دیر کی سستا لینے کے مترادف تھا۔ استاذ محترم ملیشیا کے طویل دورے سے لوٹے تھے، اسی مناسبت سے طلبہ نے ایک تاثراتی جلسہ منعقد کیا جو ۲۵ ستمبر کو بعد مغرب جمالیہ ہال میں منعقد ہوا شروع میں برادرم امین صاحب نے اختصار کے ساتھ ملیشیا کا تاریخی اور جغرافی نقشہ پیش کیا، مولانا محترم نے اپنے مخصوص انداز بیان میں طلبہ سے خطاب کیا اور اپنے سفر کے مشاہدات اور وہاں کے سیاسی ودینی حالات اور مختلف تحریکوں کی سرگرمیوں پر روشنی ڈالی مولانا کی تقریر عشاء کی اذان تک جاری رہی

بزم ثقافت :۔

۱۳ نومبر بعد نماز مغرب جمالیہ ہال میں بزم ثقافت کا جلسہ منعقد ہوا تلاوت کلام پاک کے بعد معتمد بزم ثقافت نے ثقافت کے موضوع پر مقالہ پیش کیا پھر استاذ محترم مولانا سعید الرحمن صاحب اعظمی ندوی کی تربیتی واصلاحی تقریر ہوئی مولانا نے فرمایا کہ ہمیں تہ دل سے اللہ کا شکر ادا کرنا چاہئے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے ہمیں اس عظیم الشان درسگاہ میں آنے کی توفیق دی جسمیں آنے کی لوگ تمنائیں کرتے ہیں ہمیں اپنے مقصد اصلی کو کبھی نہیں بھلانا چاہئے ہم یہاں پر حریم اسلام کے پاسبان گلشن اخلاق وکردار کے باغبان دین کے داعی اور انسانیت کے رہبر بننے کیلئے آئے ہیں

فرمایا کہ یہاں پر جو سہولتیں ہمارے لئے فراہم ہیں وہ کہیں حاصل نہیں لہذا ہمارے دل جذبۂ شکر سے لبریز ہوں تو یہاں کی ہر چیز سے ہم فائدہ اٹھا سکتے ہیں اس ادارہ سے فائدہ اٹھانے کیلئے اولین شرط یہ ہے کہ ہمیں یہاں کی ہر چیز سے محبت ہو یہاں تک کہ در ودیوار سے والہانہ محبت وتعلق ہو۔

Regd. No. LW/NP 56

Phone : 72336 73864

TAMEER-E-HAYAT

FORTNIGHTLY

NADWATUL-ULAMA, LUCKNOW-226007 (India)

جب خریدیں تب اصلی

نقلی نورانی تیل ہرگز نہ خریدیں

* اگر نورانی تیل کے لیبل پر
لائسنس نمبر U-18/77 چھپا ہے تب اصلی ہے
* اگر کیپسول پر ٹریڈ مارک ہے تب
مئو کا اصلی نورانی تیل ہے۔

اکثر دوکاندار دو کوڑی والا نقلی نورانی تیل بیچتے ہیں، نقلی بنانے والے اپنا صحیح نام پتہ چھپا کر غلط طور سے ہمارا مئوناتھ بھنجن کا پتہ لکھ فراڈ کرتے ہیں اور ہمارے اصلی نورانی تیل اور ٹریڈ مارک کے خلاف جھوٹا پروپیگنڈہ کرتے ہیں اگر نورانی تیل کے لیبل اور کیپسول پر مذکورہ علامات نہیں ہیں تو بالکل نقلی اور جعلی ہے، ڈرگ انسپکٹر سے اسکی جانچ کرالیں، دوکانداروں کے فریب میں نہ آئیں۔ مذکورہ پہچان دیکھ کر ہمیشہ مئو کا اصلی نورانی تیل خریدیں۔

نورانی تیل
درد، زخم، چوٹ
کٹنے، جلنے کی
مشہور دوا

انڈین کیمیکل کمپنی مئوناتھ بھنجن۔ یو۔پی

جوہر نوبہار (ٹانک)

شربت
نزلہ
کھانسی، زکام، نزلہ
کے لئے

دماغین
تمام دماغی کام کرنے والوں
کے لئے نایاب تحفہ

خون صفا

چند مشہور اور پیٹنٹ دوائیں

دواخانہ طبیہ کالج مسلم یونیورسٹی علیگڈھ

بمبئی حلیم
خالص گھی اور میوہ جات
سے بھرپور

مٹھائیاں اور حلویات عمدہ و لذیذ

سلیمانی افلاطون

اس کے علاوہ خصوصی پیشکش : ڈرائی فروٹ برفی
ملک کیک • قلاقند • ملائی • برفی کوکولائی برفی

ہر قسم کے تازہ خستہ
بسکٹ اور نان خطائیاں، خریدنے کا قابل اعتماد مرکز

سلیمان عثمان مٹھائی والے۔ منارہ مسجد کے نیچے بمبئی

بیکری :- ۲۳ - محمد علی روڈ۔ بمبئی ۳ فون 320059

حقہ کیلئے خوش ذائقہ
خمیرہ مشکی
ہمیشہ استعمال کیجئے

جو ہندوستان کے علاوہ
غیر ممالک میں بھی مقبول ہے

اعلیٰ و معیاری حقہ تمباکو کے مینوفیکچررز اینڈ ایکسپورٹرز

آزاد بھارت تمباکو فیکٹری

آفس :- نادان محل روڈ، لکھنؤ، یو۔پی (انڈیا) فون 82803
فیکٹری :- شیخ پور، عالم نگر روڈ، لکھنؤ، یو۔پی (انڈیا) فون 51254

RES 83429 TELEX 0535-345 AZAD IN. GRAM, KHMIRA, LUCKNOW

پرنٹر پبلشر جمیل احمد ندوی نے "امیت آفسیٹ" گولہ گنج لکھنؤ میں طبع کراکے دفتر تعمیر حیات مجلس صحافت و نشریات دارالعلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ کے لئے شائع کیا